کرشن اوتار

"مرلی منوہر"

مصنفہ

کشن چند زیبا ڈراماٹسٹ

مصنف "زخمی پنجاب"، "دان ویر کرن"،

"دھرم ادھرم یدھ" وغیرہ وغیرہ

پبلشرز

لاجپت رائے اینڈ سنز دہلی

بار دوم

سنہ ۱۹۵۵ء

قیمت ۸عہ

خاص احتیاط

براہ مہربانی کوئی کمپنی یا پیشہ ور تھیٹریکل کمپنی جماعت بلااجازت اس ناٹک کو اسٹیج پہ کرنے کی کوشش نہ کرے۔ اگر کوئی کلب جو محض تفریح یا پرچار کے لئے مفت کھیل کرتی ہو وہ پبلشرز سے کتاب مذکور کی ۲۵ کاپیاں خرید کرنے پر ڈرامہ اسٹیج کر سکتی ہے۔

"مصنف"

دیباچہ
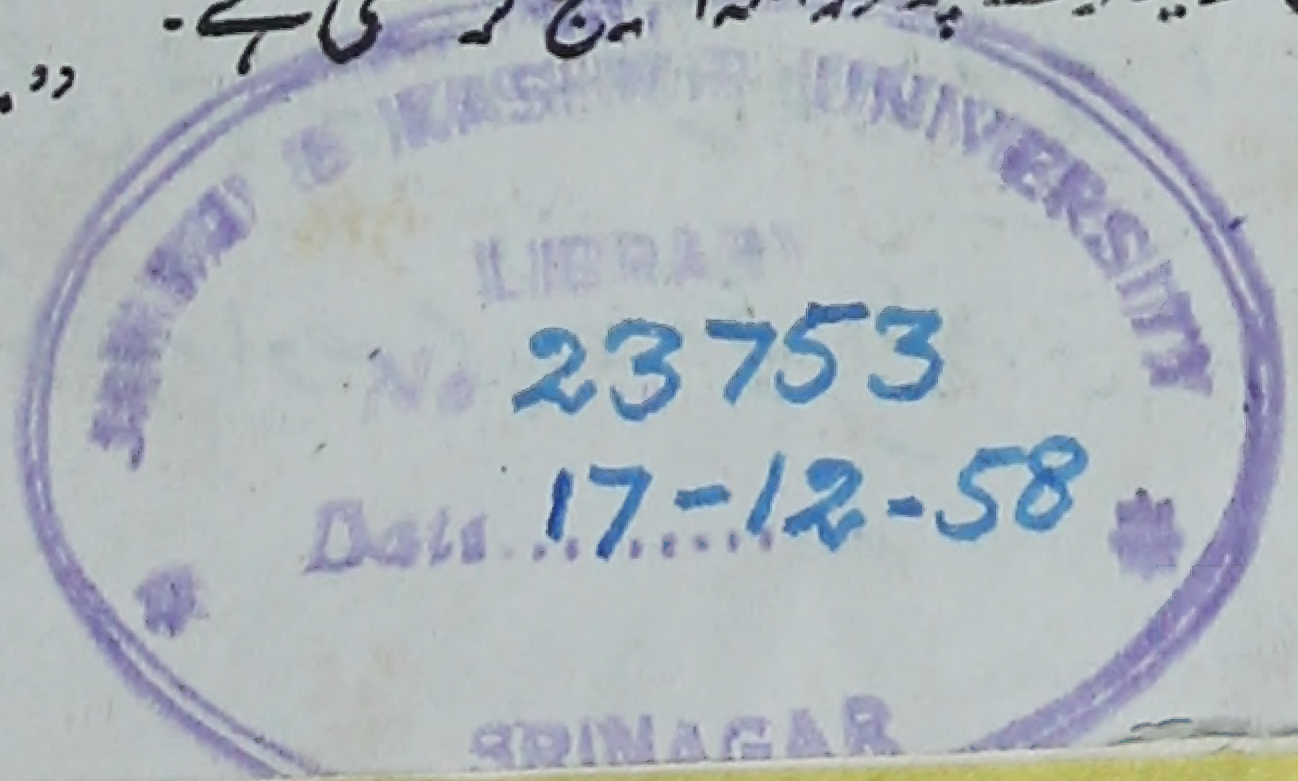
بڑا کامل نیتم ہے جو سرشٹی کو چلاتا ہے
خزاں کی بادشاہت میں بہاروں کو بُلاتا ہے
بڑے پربندھ سے شام وسحر کا دَور چلتا ہے
اندھیرا کام کرلیتا ہے پھر سُورج نکلتا ہے

جب سُورّیہ بھگوان اپنی تیجوی کرنوں کو سمیٹ کر اپنی لمبی اور وسیع یاترا کی سرشٹی سے رُوپوش ہو جاتا ہے اور چاروں طرف کی فضاؤں پر گھور اندھکار کا بُھوت اپنا عمل بٹھاتا ہے تو آسمان پر لکھو کھا تارے اور زمین پر ہزاروں اور لاکھوں طرح طرح کے دیپک روشن ہو جاتے ہیں۔ تو پاپ اور انیتی اوسر پا کر کُھل کھیلتے ہیں۔ ڈاکو لوٹ مار کے شکار کو نکلتے ہیں۔ چوروں کو دوسروں کا حق چُرا لینے کا

بڑا اچھا موقع ہاتھ آتا ہے۔ بدمعاش اور عیّاش تاریکی کے چوسر پر پردہ آچرن کی بازی کھیلتے ہیں۔ آنند سے سوئے ہوئے کتنے ہی دھنی ایشور کی بھگتی کرنے والے کتنے ہی بھگت جن۔ دوسروں کی دلآزاری سے ڈرنے والے کتنے ہی دیالو پرش۔ نردوش ہی مارے اور لوٹے جاتے ہیں۔

بعینہٖ اسی طرح جب دھرم کے سوریہ کا اُجالا پرماتما کی سرشٹی سے آدرشٹ (غائب) ہو جاتا ہے۔ لوگوں کے دل سے دھرم - نیتی اور سداچار کا پیار اُٹھ جاتا ہے۔ نیکی کے باغ کو بدکاری کی خزاں دبا لیتی ہے۔ پنیہ اور دان کی بیل سوکھ جاتی ہے۔ دیا بھاؤ کے آئینے کو ہنسا کا غبار اندھا کر دیتا ہے۔ تو روشنی اور اندھیرے کو ایک وشیش توازن میں قائم رکھنے والے بھگوان ترلوکی ناتھ اپنی خوبصورت رچنا کے باغ سے پاپ روپی فالتو گھاس پھونس کو دُور کرنے اور پاپ اندھکار میں اپنے بھگتوں کی رکھشا کرنے کے لئے سوئم دھرم سروپ اُجالا بن کر پرگٹ ہوتے اور پاپیوں کو سزا دے کر پاپ کا انت کرتے ہیں۔ سے

جب کہ ہوتی ہے زمانے پر حکومت پاپ کی
زیر کر لیتی ہے دنیا بھر کو طاقت پاپ کی
تب وہ آ کر دُور کر دیتا ہے ظلمت پاپ کی
خاک میں آ کر مِلاتا ہے وہ عظمت پاپ کی

بند ہو جاتا ہے دُرآچرن کی موجوں کا شور
نشٹ ہو جاتا ہے پاپ اور ظلم کی فوجوں کا شور

اسی نیم کے مطابق دُنیا کی آنکھوں نے ایک ایسا زمانہ بھی دیکھا جب کہ متھرا کے شاہی گھرانے میں کنس پیدا ہوا۔ بڑے گھرانوں میں ہمیشہ بڑے آدمی ہی پیدا نہیں ہوتے۔ اچھے اور عمدہ قسم کے بیجوں کے پھل آب ہوا اور دیش کے اثر سے گندے اور سڑے بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ راون کا ونش بھی ایشور کے بھگتوں کا ونش (خاندان) تھا۔ رشی پوست کا پوتا اور رشیوں کو اس قدر تنگ کیا کہ خون تک نچوڑ لیا۔ کانٹا چھوٹا ہو یا بڑا چُبھنے اور خواہ مخواہ اُلجھنے کی خاصیت لے کر پیدا ہوتا ہے کچھ پچھلے جنم کے سنسکار۔ کچھ موجودہ صحبت کی تاثیر۔ کنس راجہ اگرسین کے گھر میں ایک سانپ پیدا ہوا جس کی زہریلی پھنکار نے بھارت ورش کے دُور و دراز حصّوں میں پاپ کا زہر پھیلا دیا ظالم اتنا کہ جیوؤں کی ہتیا اس کے لئے کھیل تھا۔ نردوش کی جان لینا اس کے لئے تماشہ تھا۔ اس کی خونخواری کی یہ حالت کہ ؎

ہر جانتوں کے ڈھیر سروں سے بلند تھے
بھاگیں کہاں گریز کے کوچے بھی بند تھے
ہنگامہ پاپ کا تھا وہ افلاک کے تلے
مُردے بھی ڈر سے چونک پڑے خاک کے تلے

پتی برتاؤں کا ستی دھرم ذرا بھر میں نشسٹ بھرشٹ کر دینا اس کے لئے ساد ھارن سی بات تھی۔ مندروں میں مانس پکوانا ہری بھگتوں کو ایذا پہنچانا۔ اس کا روزانہ شغل تھا وہ اتنا ہتیاکاری اور دُراچاری کیوں تھا۔ اس کا جواب صرف وہ شکاری دے سکتا ہے جو رات دن ترکش کندھے پر ڈالے اور ہاتھ میں کمان لئے معصوم جانوروں اور خوبصورت پرندوں کو اپنے تیر کا نشانہ بنانے میں مصروف ہے۔ کنس کا ظلم کہاں تک بڑھا ہوا تھا۔ یہی کہنا کافی سمجھیئے کہ ؎

ظالم نے پاؤں دھرم کی چھاتی پہ دھر دیئے
ڈھانچے امن کے توڑ دیئے چُور کر دیئے

اس دہر میں حواس بجا تھے نہ ایک کے
پرتھوی سمٹتی تھی گھٹنوں کو ٹیک کے

یہی وہ مہان دکرال اور گھور اندھکار کا زمانہ تھا جب ایک ایسے تیجسوی سروپ سورج کی ضرورت تھی جو اپنی پاپ وِناشک شعاعوں کے شکر سے ادھرم اور اتیاچار کی فوجوں کو پراست کرتا۔ بھگوان ترلوکی ناتھ سے اپنے بھگتوں کی یہ دُردشا نہ دیکھی گئی اور کرشن روپ سے سنسار میں پرگٹ ہو کر پرتھوی کا اُودھار کیا۔

کہیں ساکھشات موہ اور ممتا ہو کر بال لیلائیں دکھائیں۔ کہیں ساکھشات پریم ہو کر گوپوں اور گوپیوں کو سچے پریم کا مارگ دکھایا کہیں ساکھشات دیا ہو کر گئوؤں کو چرایا۔ کہیں ساکھشات آنند ہو کر

مدھر بنسی کو بجایا۔ کہیں ساکھشات ردھر ہوکر کنس اور اس کے حواریوں کے خون سے ہولی کا رنگ جمایا۔ کہیں ساکھشات سترتا ہوکر پانڈوں کی رکھشا کی۔ کہیں ساکھشات یوگ بن کر پاپ کے پرچنڈ شعلوں سے تپتی ہوئی اس دیو بھومی پر گیتا کے گیان کا چشمہ بہایا۔ غرضیکہ اپنے بھگتوں کو نانا پرکار کی لیلاؤں کا آنند دیتے ہوئے پاپیوں کو چُن چُن کر نشٹ کیا۔ اُس کا سدرشن تھا کہ فنا کا شعلہ۔ جس سے لپٹ گیا پھر اس کو پاپ کرنے کا موقع نہ دیا ؎

جم کر گرا سروں کو اُڑا کر نکل گیا
پاپ آتما کی جوت بجھا کر نکل گیا
فانوس تن میں آگ لگا کر نکل گیا
خاکہ دُر آچرن کا اُڑا کر نکل گیا
نکلا تو ساتھ برق چمکتی ہوئی چلی
موت اُس کے ساتھ ساتھ لپکتی ہوئی چلی

وہ آیا۔ اپنا چکر سدرشن دھار کر آیا اور ایک کا ذکر ہی کیا ہزاروں ہی کنسوں کی ہستی کو مٹا کر چلا گیا۔ نہ جانے کتنی ہی صدیاں گذر گئیں پرنتو آج بھی بھارت ماتا کی گودی اسی کے بال کلولوں کو ترستی ہے۔ آج بھی اس دیو بھومی کے کان اسی مُرلی منوہر کی مُرلی کی دُھن سُننے کو ترستے ہیں۔ زمانہ آج بھی پھر ایک بار اسی کی امرت بانی دوارا گیتا اوپدیش سننے کی خواہش کرتا ہے۔ بھارت ورش کی گئوئیں آج بھی اُسی کالی کملی والے

کی مادھری صورت کے تصور میں گھاس چرنا چھوڑ کر پہروں آکاش کی طرف دیکھتی ہیں۔ اور اس کی بانکی اور سانوری صورت کو نہ پاکر بربسے بیاکل دو بوند آنسوؤں کی ٹپکا دیتی ہیں۔ بھارت ورش کتنے ہی روپ سے اس کی یادگار مناتا ہے اس لئے میں بھی اپنے اٹل پریم اور اگادھ شردھا سے اس کی مدھر بنسی کے گن گان ناٹک روپ سے کرنا چاہتا ہوں۔ آشا ہے کہ آپ پڑھ کر اتینت پرسن ہوں گے۔ ع

دیکھئے رُوح کو کیا تازگی پہنچاتا ہوں
جان سی مُردہ خیالات میں دوڑاتا ہوں
پھونکتا روح ہوں میں پریم کی تحریروں میں
رنگ بھرتا ہوں خیالات کی تصویروں میں

(زیبا)

ایکٹ پہلا

سین ۱

نظارہ   چھپر ساگر

دکھاؤ۔ کمل پہ لکشمی اور وشنو بھگوان شیش ناگ کی چھایہ میں۔

پٹاخے کی آواز

کیلا روپے پرتھوی ماتا کا اس طرح نمودار ہونا۔ پہلے نئی اور پرانی دنیا کے دو بھاگ ٹرانسفر ہو کر ایک ہو جاتے ہیں اُس کے بعد پرتھوی کا گولہ رفتہ رفتہ مالوپ ہو کر دیوی سروپ پرتھوی ماتا پرگٹ ہو جاتی ہے۔

گانا (وستتی بھومی ماتا کی)

بندھوں وِگھن وِناسن   ردّھی سدّھی ایس
نِرمل بُدھی پرکاسن   شِشو ششی سیس
کملا پتی بد یا بُدھی بل کے بھنڈار
وِشنو پتی شکل جگت کے ایک ماتر یہ آدھار
اگم اگوچر وید دوارن چراچر کے نائیک
کھل دانو بن حارن دین جنن کے سکھد اٹیک
۵ کیلا پر بھاری ہوا دُشٹ جنوں کا بھار
تم بِت راکھن ہار ہوا دھم اُدھارن ہار

پٹاخے کی آواز

(وشنو بھگوان کا سادھان ہونا)

وشنو۔ کون کپلا بھومی ؎

ہے ادا ہی اور کچھ حسرت نگاہی کی تری
نیکیاں کھاتی قسم ہیں بے گناہی کی تری
چین ہیں کافور دل سے اور مُکھ پر بین ہیں
آنسوؤں میں ڈبڈبائے آج دونوں نین ہیں

حسرت بھری درشٹی میں سینکڑوں التجائیں۔ دل میں لاکھوں اور ہزاروں کچلی ہوئی آشائیں۔ دیوی۔ کون سی ویدانم کو اس طرح رُلا رہی ہے تمہارے رُدن کی تیکشن بان ورشا کیوں ہمارے انتر آتما کو اپنا نشانہ بنا رہی ہے۔ ؎

شبد جو مُنہ سے نکلتا ہے شرر ہوتا ہے
ٹکڑے ٹکڑے ترے نالوں سے جگر ہوتا ہے
کیا پڑی ایسی مصیبت کہ رُلایا جس نے
تیرے رونے کا مرے دل پہ اثر ہوتا ہے

بھومی۔ لکشمی پتی۔ آپ تو چھیر ساگر میں آنند کی موجوں پر کھیلتے ہیں آپ کیا جانیں آپ کے بھگت کن کن مصیبتوں کو جھیلتے ہیں۔ یہاں تو آٹھوں یام پریم کا دیوہار ہوتا ہے ذرا ان کمل نینوں سے نہار کر دیکھو مرتھو لوک میں کیا کیا اتیاچار ہوتا ہے ؎

دینوں کی ہے آتی دین دشا
پربل نربل کو کھاتا ہے
جو دھرم کا حامی بنتا ہے
نردوش وہ مارا جاتا ہے
ہے پُتر تو لُون حرامی ہے
ماتا نر موہی ماتا ہے
جو نر ہے وہ نر بھکشک ہے
دانی ہے اور نہ داتا ہے

سنسار کی اس سے اور ادھک بگڑی حالت کیا ہوتی ہے
رشیوں کا انادر ہوتا ہے گئوؤں کی ہتیا ہوتی ہے

وشنو۔ کیلے۔ تمہاری چھاتی پر دُر آچرن اس طرح مونگ دلتا ہے۔
آہ یہ سُن کر تو میرا لہو اُبلتا ہے۔ انت کرن پر آرہ سا چلتا ہے
روم روم سے انتقام کا شعلہ نکلتا ہے۔ سے

بھگت جن تکلیف میں ہوں اور میں آرام میں
وہ رہیں دُکھ کے نرک میں میں رہوں سُکھ دھام میں
وہ پیئیں وِش اور میں بھوگا کروں مکرند کو
آج سے لو چھوڑتا ہوں میں بھی اس آنند کو

بھومی۔ ترلوکی ناتھ مرتیولوک میں راجاؤں نے دھرم کو کھلونا بنا رکھا ہے
کر تو یہ اور مریادا کو خاک میں ملا رکھا ہے۔ کنس کے دُراچرن سے
رشی اور منی جن چلا اٹھے ہیں۔ نت نئی ہتیاؤں کو دیکھ کر گئوؤں کے بچھڑے
بلبلا اُٹھے ہیں۔ ظلم کی طوفان خیزیاں شانتی کے ساگر میں امن کے بیڑوں
کو غرقاب کر رہی ہیں۔ دُراچار کی آندھیاں نردوش جیون کی
لہلہاتی ہوئی کھیتیوں کو تباہ اور خراب کر رہی ہیں۔ سے

بے وجہ ہوتی ہے سونی آج ماتاؤں کی گود
کر رہا نردوش خالی دشٹ آشاؤں کی گود
کوئی بھی سُنتا نہیں نالے کسی مظلوم کے
بے وجہ کٹتے ہیں سر مظلوم اور معصوم کے

وشنو۔ شگیر ہی ڈوب جانے والے بیڑوں کے یہی آثار ہوتے ہیں جلدی ہی بجھ جانے والے
چراغوں میں ہی اچانک بھڑک کے روشن شعلہ نمودار ہوتے ہیں۔ سے

نیم ہی کہہ رہا ہے سرکشی کو کیا ستھرتا ہے
بہت اُٹھتا ہے فوارہ مگر آخر کو گرتا ہے
تباہی اور فنا کو سرکشی ہمراہ لاتی ہے
نہیں لگتے ہیں پر کیڑی کے اسکی موت آتی ہے

بھومی۔ تو کیا وید اور شاستر جھوٹ کہتے ہیں کہ جب دھرم کی بستیوں کو بہانے کے لئے پاپ تند رو جاری ہوتی ہے۔ جب نیتی اور مریادا کے قلعوں پر انیتی اور اناچار کی گولہ باری ہوتی ہے۔ اس وقت آپکا اوتار ہوتا ہے۔ کسی نہ کسی رُوپ سے بھومی پر آپ کا اظہار ہوتا ہے۔

جب ہرناکش کا ظلم بڑھا تب بھی بھگوان تم آئے تھے
سندیش دھرم اور نیتی کا دنیا کی خاطر لائے تھے
گج کو گراہ سے آزاد کیا راون کے وقت بھی آئے تھے
دُشٹوں کے پران لئے تم نے بھگتوں کے پھند چھڑائے تھے
دُکھ دینا آپ کے بھگتوں کو یہ کام کوئی آسان نہیں
پھر کنس کے اتیاچاروں کا بھگوان تمہیں کیوں دھیان نہیں

گانا بھُومی کا

آدی سے تم ہو دُشٹا بگڑی بناتے آئے
دھرم کو پاپ کے پنجے سے چھڑاتے آئے
بھگت کی آنکھ کو تر دیکھ کے گھبرا اُٹھے
یہ دَیا بھاؤ تو بھگتوں کو دکھاتے آئے
دھرم پر جب بھی ہوا ظلم حمایت کو بڑھے
ظلم اور پاپ کی ہو خاک اُڑاتے آئے

جب سے سرشٹی کا پربھو تم نے ہے آرنبھ کیا
تب سے ہی دھرم کی مریاد سکھاتے آئے
تم کو جس وقت بھی اے ناتھ پکارا ہیں نے
ہاتھ میں چکر سُدرشن کو گھماتے آئے

وشنو۔ اور آج بھی تمہاری اس ہین اور دین دشا کو سدھارنے کیلئے تیار ہوں
کنس کی سرگرمیوں اور تمہاری مجبوریوں سے خبردار ہوں۔ ــــ ۵

درد و غم دو پاٹ ہیں جن میں پِسا جاتا ہوں میں
دُردشا سے بھگت کی تو سخت گھبراتا ہوں میں
لاؤلشکر دھرم یدھ کے واسطے لاتا ہوں میں
اب کوئی دن میں حمایت کو تری آتا ہوں میں
ایک بھی پاپی نہ چھوڑوں گا میں جینے کے لئے
ہے سُدرشن پاپیوں کا خون پینے کے لئے

بھومی بھگتوں پر آپ کا بڑا اوپکار ہو گا۔
وشنو۔ کنس کی بہن دیوکی کے گربھ سے میرا کرشن اوتار ہو گا۔ ــــ ۵

اب یقیں کرلو کہ پاپی کنس کی ہستی نہیں
اب چلے گی دُشٹ کی تجھ پہ زبردستی نہیں
جو بھی سرکش ہے دُراچاری ہے اور بیباک ہے
اب کوئی دن میں سمجھ لو اس کا قصّہ پاک ہے

(ڈریپ میں سب کا اور سب ہو جانا)

ٹرانسفر

ایکٹ پہلا

سین ۲

نظارہ جنگل

دکھاؤ۔ کنس۔ بسدیو اور دیوکی۔

کنس اپنی چچیری بہن دیوکی کو جس کی شادی اس کے باپ راجہ اُگرسین نے کی ہے۔ بسدیو اپنے بہنوئی سمیت سُسرال میں چھوڑنے جا رہا ہے۔ رتھ پر تینوں سوار ہیں۔ رتھ کے داخل ہوتے ہی

پٹاخے کی آواز

(آسمان سے آواز آتی ہے)

آکاش بانی۔ اے کنس جس بہن کی شادی پر خوش ہو رہا ہے۔ اس کے سُہاگ کی دھڑی کا رکت، ورنہ ایک دن تیرے جیون کو رکت کا لباس پہنائے گا۔ اسی کے آٹھویں گربھ سے اوتپن ہوئے بالک کے ہاتھوں ہی تیرا انت کال آئے گا۔ ؎

زندگی کا تیری رہ جائے گا قصہ ناتمام
آنے والی ہے بہت جلدی ترے جیون کی شام

کنس۔ (رتھ سے نیچے کود کر)۔ ہیں، ہیں نے کیا سُنا میرا انت کال دیوکی کی سنتان ہے، میرے گھر میں ہی میری موت کا سامان ہے۔ ؎

کیا ابر بجلیوں سے اپنی ابل اُٹھے گا
گھر کے چراغ سے ہی کیا گھر یہ جل اُٹھے گا
کیونکر اُٹھا نہ دوں میں اس بیج کو جہاں سے
جڑ کٹ گئی تو دیکھوں پھل آئے گا کہاں سے

(دیوکی کو بالوں سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا نیچے اُتار کر) اتر۔ اتر۔ میری موت کے زہر کو داڑھوں میں چھپا کر رکھنے والی کالی ناگن نیچے اُتر۔ تو نے بھی سنا۔ آکاش سے کیا دل کو دہلا دینے والی آواز آئی۔ تو دنیا میں میرے لئے کال بنکر آئی ہے۔

تو گپت اک چھری ہے خفیہ جو چل رہی ہے
کیا تھی خبر کہ ناگن گھر میں ہی پل رہی ہے
دل میں چھپا رکھا ہے تو نے مری قضا کو
دوں گا نہ پھیلنے میں اس روگ اس وبا کو

دیوکی۔ بھائی۔
کنس۔ بھائی نہیں قصائی۔
دیوکی۔ اَبلا اور نرد یکی کا رشتہ ہوں۔
کنس۔ تو میں تیری موت کا فرشتہ ہوں۔
دیوکی۔ دیکھو میرے سہاگ کی تازہ دھڑی۔
کنس۔ اور میرے سو آنسوؤں کی اُلمیہ لڑی۔ ؎

تری آشا کو دیکھوں یا میں دیکھوں اپنے جیون کو
نہ کیوں کر دوں نچھاور اپنے جیون کو سہاگن پر
تلخ پھل جس میں آئے گا وہی بوٹا اُکھاڑوں گا
جہاں بیٹھی ہے چھپ کر موت اُس گھر کو اُجاڑوں گا

دیوکی۔ دھرم کے واسطے جیون دان کر۔
کنس۔ دھرم کو میں جانتا نہیں۔
دیوکی۔ ایشور کے واسطے میری بے گناہی کی طرف دھیان کر۔
کنس۔ ایشور کو میں مانتا نہیں۔
دیوکی۔ اپنے ونش کے ایک انمول ہیرے کو۔ خاندان کے باغ کے ایک لاثانی پھول کو باسی ہار کی طرح نوچ کر پھینک دینے کا ارادہ نہ کر۔ دل کو ایسے اتیاچار پر آمادہ نہ کر۔ مجھ جیسی کمزور ابلا کی سنتان تجھ جیسے پرتاپی پرش کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکے گی۔ پھولوں کی بیل لاکھ اپنا دستار کرے تن آور درش کو پھر بھی نہیں لتاڑ سکے گی۔ ؎

دیکھ اتنا گرد کے جذبے کو تو گرمانہ لے
اپنی آئی کا اے بھائی مجھ سے تو بدلہ نہ لے
لوک کی لجا کا اور وید کی بدھی کا دھیان کر
دے کے کنیا دان اب اُس دان کو لوٹا نہ لے

کنس۔ تو اور میری موت کو جنم دینے والی۔ اُف۔ یہ آواز۔ ہزاروں بچھو ایک ساتھ میرے انترآتما میں ڈنک مار رہے ہیں۔ شریر میں گرم لہو کے ریلے پگھلے ہوئے گرم سیسے کی طرح میرے جوش کو اُبھار رہے ہیں۔ ؎

تباہی کی مری بجلی اسی کالی گھٹا میں ہے
فنا کا گھونٹ پوشیدہ اسی جامِ بقا میں ہے
یہی ہستی کا جامِ خوشنما ہے توڑنا مجھ کو
نہیں خدشہ کوئی اپنے لئے اب چھوڑنا مجھ کو

دیوکی۔ کیا اسی گھڑی کے لئے سہاگ کی یہ چوڑیاں پہنائی تھیں۔

کنس۔ معلوم نہ تھا کہ باپ نے بیٹے کی موت کو بلوانے کے لئے ایسی خطرناک چوڑیاں بنوائی تھیں۔ ؎

کیا کرینگی یہ مرے جیون کی دھانی چوڑیاں
موت کی تیری گھڑی کی ہیں کمانی چوڑیاں
ہاتھ ہی ہوگا نہ وہ جس ہاتھ کی شوبھا ہیں یہ
خون کیا میرا پیئیں گی ارغوانی چوڑیاں

بسدیو۔ کنس۔ دیکھ۔ بہار کے موسم میں پھولوں سے لدی ہوئی ڈالی کی طرح اس ابلا کا سہاگ ہے۔ سہاگ بھی کس کا۔ تیری بہن کا۔ ایک دیوی کا۔ ایک گئو کا اس پر وناش کی چنگاریاں نہ برسا۔ اس قدر جوش میں نہ آ موت آنے سے پہلے ہی موت کے ڈر سے نہ چلا۔ ؎

مت پھول جہانِ فانی پر
بُنیاد ہے اس کی پانی پر
مت باندھ کمر نادانی پر
ناحق ہے جوش جوانی پر
چولا جب تیرا فانی ہے
پھر موت تو اک دن آنی ہے

کنس۔ ہاتھ میں آئی ہوئی موت کو چھوڑ دوں۔ میں ایسا نادان نہیں۔

بسدیو۔ نہیں بھاوی کا کسی بشر کو بھی گیان نہیں ؎

رام نہ جاتے ہرن سنگ سیا نہ راون ساتھ
ہوتی ہے نادان جو بھاوی اپنے ہاتھ

کنس۔ تو میرے کرودھ اور انتقام کے مارگ میں آگے آئے گا۔ تو یاد رکھ

ناحق گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس جائے گا۔

بسدیو۔ تو مبارک ہے وہ جوڑا جو اس طرح سہاگ کی آشاؤں کے ساتھ بیکنٹھ میں جاکر سہاگ کے شگن منائے گا۔ اہو بھاگیہ جو ایک نردوش بہن بھائی کے انتقام کا شکار ہو۔ اور ایک ہی پتنی پر بلہار ہو۔ ہماری موت اسی طرح آئی ہے تو پھر یہ ہماری شادی کی بھی شادمانی ہے۔ ؎

نہیں ٹلتی مقرر ہے جو ساعت موت آنے کی
جگہ اس میں نہیں دم مارنے کی لب ہلانے کی
نہیں ہے خوف خزاں کب تک بہارِ زندگانی میں
کہاں تک جیو کا دیپک جلے گا بزمِ فانی میں

دیو کی۔ اُمڈ کر آؤ۔ اے آنکھوں کی گنگا جمنا اُمڈ کر آؤ۔ شمع کی طرح گھل گھل کر کر دکھاؤ۔ بادل بن کر برسو۔ موجیں بن کر اچھلو۔ دریا بن کر جاری ہو جاؤ۔ موسلادھار جل کی طرح جھڑی لگاؤ۔ سمندر کی طغیانی کی طرح جوش خروش میں آؤ۔ یہاں تک اُمڈو کہ میرے آنسوؤں کے اتھاہ ساگر میں میرے بھائی کی سنگدلی بھاری شلا کی طرح ڈوب جائے۔ اور اسکو میرے اور میرے سوامی کے جیون پر دیا آئے۔ ہے پربھو۔ تم ہی کسی چمتکار سے اس گھٹور ہردے کی کرورتا کو دور کرو۔ اس شونیہ پاتر کو رحمدلی سے بھرپور کرو۔ ؎

شرافت کے گلوں سے اُڑ نہ جائے رنگ و بو رکھ لو
میرے ہنسنے سے دل کی نش کلنک ہے آرزو رکھ لو
بہن کا بھائی قاتل ہو یہ گھر کی بدنوشی ہے
میرے جیون کو رکھ لو اور اس کی آبرو رکھ لو

آواز (پھاٹک کھلنے کی)

(یوگ مایا کا دیا روپ سے کنس کے دل میں پرویش کرنا)

بسدیو۔ بھائی کنس۔ تم کو ڈر ہے ہم سے یا ہماری سنتان سے۔

کنس۔ سنتان سے۔

بسدیو۔ تم کو آٹھویں گربھ کا خوف ہے۔

کنس۔ ہاں۔

بسدیو۔ تو ہم تم کو ایک آٹھواں کیا۔ جو بھی بالک ہو گا دے دیا کرینگے۔ چاہے اس کو مار دو۔ یا بندی خانے میں رکھ کر اس کو آزار دو۔ ؎

کہاں خرگوش میں شکتی کہ وہ شیروں کو کھالے گا
نہ خود ہی جب پلے گا تو وہ کیا کیسے کو پالے گا
ترے دشمن کو ہی جب سونپ دینگے تیرے ہاتھوں میں
تو پھر معصوم دشمن وہ تمہارا کیا بنا لے گا

کنس۔ ہاں البتہ اس شرط پر اس کو جیون دان کر سکتا ہوں پرنتو بد دیانتی نہ ہو۔

بسدیو۔ تم خفیہ طور پر ہر ایک گربھ کی دیکھ بھال رکھنا۔ اپنی یوگتا سے ہر ایک بات کا خیال رکھنا۔ ؎

جہاں پھوٹی کوئی کونپل وہیں اُس کو دبا لینا
جہاں بھی کوئی پھل دیکھا وہیں اس پھل کو کھا لینا
تمہارا دم سلامت ہو کٹھن کیا موہ کا تجنا
نہ ہوں گے ساز کے جب تار تو کیا ساز کا بجنا

دیوکی۔ اور میں بھی یہی سمجھ کر کلیجے پر سِل رکھ لیا کروں گی۔ ؎

کہیں ٹکڑے جگر کے اپنے بھائی کو کھلاتی ہوں
جگر پر رکھ کے پتھر نسل شوہر کی مٹاتی ہوں

گانا (دیوکی کا)

نہ جانے اس تباہی میں رہے گا اور کیا ہو کر
ہے پھرتا جب نشٹ سنسار میں پرماتما ہو کر
ہیں اس کے بھی مٹانے کو فنا کی آندھیاں کتنی
مٹائے گا کہاں تک بلبلوں کو وہ ہوا ہو کر
ہے لیتا جان اوروں کی وہ اپنی جان کی خاطر
کہیں دستِ قضا ہو کر کہیں طرزِ جفا ہو کر
سمجھتا ہے اثر ہے دین اور دکھیوں کے آنسو کو
وہ کیا جانے ڈبوتے ہیں یہ طوفانِ بلا ہو کر
سمجھ کر خاک کی مورت مٹا دیتا ہے چٹکی میں
اڑاتا خاک ہے کیا کیا یہ پُتلا خاک کا ہو کر
جسے دیکھو وہی دینوں کی بربادی کے درپے ہے
نہیں ملتا ہے بے گھر کو کوئی بھی آسرا ہو کر

ایکٹ پہلا

سین ۳

نظارہ اگلا محل

دکھاؤ۔ کنس ۔ بکاسر۔ پرلمب۔

(تینوں کا باتیں کرتے ہوئے داخل ہونا)

کنس ۔ دوستو۔ سیبولیا کو یہ سمجھ کر کہ چھوٹا ہے زندہ چھوڑ دیا جائے۔

بکاسر۔ تو وہ ایک نہ ایک دن خوفناک سانپ کا روپ اختیار کرلے گا۔

پرلمب ۔ اور مِش ماتر کا کال بن کر سنسار پر اپنا ادھیکار کرلے گا۔

کنس ۔ کسی ایک عضو کے روگ کو بڑھنے دیا جائے۔

بکاسر۔ تو وہ رفتہ رفتہ سارے شریر کو اپنی کسٹٹ دائک پیڑا میں گرفتار کرلے گا۔

کنس ۔ ہم کو معلوم ہو جائے کہ ایک بالک ایک نہ ایک دن ہماری جان کا خریدار ہوگا۔

بکاسر۔ تو اس کو زندہ چھوڑ دینے والا اَوش جینے سے بیزار ہوگا۔

پرلمب ۔ بلکہ مناسب تو یہ ہے کہ ہم دنیا کے کسی بھی بالک کو نہ بڑھنے دیں کسی بھی اس کی بیل کو منڈھے نہ چڑھنے دیں۔

کنس ۔ تو سنو۔ میرا کال بال روپ سے اس سرشٹی میں آنا چاہتا ہے۔

بکاسر۔ ہم اس کو نہیں آنے دیں گے۔

پرلمب ۔ ہم کسی بھی بالک کو اُس شکتی کے میدان میں نہیں آنے دینگے جس شکتی کو پاکر وہ سر اُٹھا سکے ۔ تمہارے سنمکھ آسکے ۔ یا تم کو نیچا دکھا سکے۔ ؎

کوئی بالک بھی لے کر جنم جو سر شٹی میں آئے گا
تو بوٹا اس کے جیون کا کبھی بڑھنے نہ پائے گا
اُٹھایا جس نے سر اس کا وہیں ہم سر اُتاریں گے
ہیں بالک جتنے دنیا کے انہیں چُن چُن کے ماریں گے

کنس ۔ مجھے تم لوگوں کے باہو بل پر پورا پورا وشواش ہے ۔

بکاسر ۔ تو بس سمجھ لو کہ ماتا کی گود کا ہر ایک بچّہ آج سے ایک پرانی نہیں بلکہ بدنصیب اور لاوارث لاش ہے ۔ ؎

کہیں کھلنے نہ دوں گا خوشنما جیون کی کلیوں کو
ہٹا کر بالکوں کو صاف کر دوں گا میں گلیوں کو
نہ دیکھو گے کہیں بھی کھیلتا تم بال آنگن میں ۔
مُرادوں کے نہ دیکھو گے دمکتے لال آنگن میں

کنس ۔ تم کہاں کہاں ان خطرناک ننھی ننھی ہستیوں کو خاک میں ملا سکو گے ۔

بکاسر ۔ جہاں بھی درشٹی (نگاہ) ان کو دیکھ لینے میں ہوشیار ہو گی جہاں بھی بدھی اُن کا انبھو کرنے میں مددگار ہو گی اور اس کے بعد یہ بھجا ہو گی اور یہ تلوار ہو گی ۔ ؎

آکاش پہ چمکے کبھی سر پر کبھی آئے
کوندے کبھی جوشن پہ سپر پہ کبھی آئے
سینے پہ کبھی اور جگر پر کبھی آئے

تڑپے کبھی پہلو پہ کمر پر کبھی آئے
دم بھر میں یہ سو رنگ بدلتی ہوئی جائے
پس پس کے لہو لعل اُگلتی ہوئی جائے

پرلمب۔ اور میری تلوار بھی کسی معصومیت پر دیا (رحم) کرنے والی تیار نہیں۔ جس میں آیا ہوا غرقاب نہ ہو اس کی دھار وہ پایاب دھار نہیں۔

جو گھاؤ کا کوچہ ہے وہ رستہ ہے اسی کا
سرشٹی پہ جو قابض ہے وہ قبضہ ہے اسی کا
گھائل کی تڑپ جو ہے تماشہ ہے اسی کا
بجلی جسے کہتے ہیں چمکنا ہے اسی کا
زخم اس کا نہ ٹانکے سے بھرے اور نہ دوا سے
خود کال چُرا لیتا ہے دم اسکی ہوا سے

کنس۔ تو جاؤ اور سرشٹی روپی باغ کو ان بالک روپی کانٹوں سے پاک کر دو۔ اور جو جہاں مل جائے وہیں اس کا سینہ چاک کر دو۔ اور اس کے علاوہ

مُنکر جو مجھ سے دیکھو سینہ اُسی کا توڑ دو
میری جو جے منائے جیوت اُسی کو چھوڑ دو
یگ اور ہون کی ساری سامگریاں ہٹا دو
دُنیا کے ہر بشر کو قائل مرا بنا دو

(کنس کے پتا راجہ اُگرسین کا داخل ہونا)

اُگرسین۔ کنس کنس۔ کیوں ظلم کی بھٹی میں کرودھ کا ایندھن جھونک رہے ہو
کیوں ہونہار سے لڑنے کے لئے خم ٹھونک رہے ہو۔ بھگنی (بہن) پرزیادتی
کی۔ اب ساری دنیا کی ماتاؤں کو کیوں سوگ کا لباس پہناتے
ہو۔ کیوں شاسن کا کلنک بن کر پُورو جوں (بزرگوں) کی
اُجل کیرتی کو کالا داغ لگاتے ہو۔ ؎

آکاش میں کیا اُڑ جائیگا مت آتو جوشِ جوانی میں
یہ ظلم کا محل نہ ٹھہریگا بنیاد ہے اسکی پانی میں
اس کرم کا بس دکھدائی ہے اس بیج کے پھل زہریلے ہیں
اس پھول میں جتنے کانٹے ہیں بس والے اور نوکیلے ہیں

کنس۔ تمہاری مرضی ہے کہ میں جیون اور جیون کی تمام دلفریب خوشیوں
کو مورکھوں کی بنائی ہوئی ہونہار کے حوالے کردُوں۔ جیون
اور سپھلتا (کامیابی) کی خوبصورت کلیوں کو اُجڑنے والی
بہار کے حوالے کردوں۔ ؎

سب کو جینے دوں مگر اپنی قضا پیدا کروں
اپنے جیون کے نہیں سامان کیا پیدا کروں
جب مجھے پرتیت ہے اکدن دبا لے گا مجھے
روگ سے پہلے نہ کیوں اس کی دوا پیدا کروں

اُگرسین۔ پرنتو۔ سرشٹی نیم کے پرتی کول کام کرنا پتھر کے باندھے ہوئے سمندر
کُود کر پار جانا ہے۔ جس گُپت یگتی سے سنسار کا چکر چل رہا ہے اُسکے
خلاف چلنا اپنی مرتیو کو آپ بلاتا ہے۔

کنس۔ میرے مارگ میں جو ٹھوکر بھی آئے گی وہ باہوبل سے۔ پُرشارتھ سے

یگتی ہے۔ جس طرح بھی ہو سکا ہٹا دی جائے گی۔ ؎

ہر شخص چلے گا آ گیا ہے یگ ایک اگر چلنا ہوگا
چلنا ہے جدھر اچھا ہے مجھے دُنیا کو اُدھر چلنا ہوگا

اگرسین۔ تم سنسار میں ہمیشہ برقرار رہنا چاہتے ہو۔
کنس۔ کیوں نہیں جو کال سب کو فنا کر رہا ہے اس کو میں فنا کروں گا۔ جس فرضی جم راج کی خیالی سینا سے بڑے بڑے سورمے اور بل شالی ہار گئے۔ اس کو اس کرتویہ کے میدان سے میں پسپا کروں گا۔ ؎

ہر نفس کی روح پر سکہ بٹھانا ہے مجھے
اس زمانے کو نئے ڈھنگ پر چلانا ہے مجھے
خواہشوں کی اک نئی دنیا بسانا ہے مجھے
اور اس بستی کو لافانی بنانا ہے مجھے
ایک اٹل وشرام ہوگا اور اچل آرام بھی
میری سرشٹی میں نہ پاؤ گے فنا کا نام بھی

اگرسین۔ جیون لیمپ کے ساتھ مرتیو کا خار نہ ہو۔
کنس۔ باغ وہی ہے جو کبھی بے بہار نہ ہو۔
اگرسین۔ پرنتو۔ ہر دریہ کے دو آکار ہیں۔ اور دونوں میں روشنی اور اندھیرے کے چنہ نمودار ہیں۔ جہاں سمندر میں موتی پائے جاتے ہیں وہاں بیکار پتھر بھی بے شمار نظر آتے ہیں۔ جہاں آگ اچیت پریوگ سے نفع پہنچاتی ہے وہاں انوچت پریوگ سے خاکستر بناتی ہے۔ ہیرا جہاں دھن کی شوبھا کے لئے قیمت دار ہے۔ وہاں جان

لینے کے لئے بھی خنجر خونخوار ہے۔ جہاں سنکھیا پران ہرن کرلیتا ہے وہاں کتنے ہی روگوں کی دوا ہے۔ ؎

کچھ نہیں دنیا میں جو انسان کے آدھین ہے
مرنا اور جینا تو اس بھگوان کے آدھین ہے

کنس۔ بھگوان۔؟ کون بھگوان۔

اُگرسین۔ وید کا بتایا ہوا۔ شاستروں کا گایا ہوا۔ رشیوں اور مُنیوں کے انبھو میں آیا ہوا سنسار کے ہر ایک پرمانو میں سمایا ہوا۔

کنس۔ بلکہ پیٹ کے بندوں کا ایک اڈنبر رچا یا ہوا کمزور دلیلوں کی بنا پر ایک فرضی مکان بنایا ہوا۔ جس طرح اندھیرے میں پڑی ہوئی رسی کو دیکھ کر منش اس سے ڈرتا ہے اسی طرح ہردے کی نربلتا کے کارن ایشور کے وجود کو فرض کرتا ہے۔

اُگرسین۔ (حیرت زدہ ہو کر)۔ ہیں۔

کنس۔ ہاں منش ماتر کو اپنے چرنوں پر جُھکانے کے لئے۔ ان کی آشاؤں پر پانی پھیر کر اپنی ابھلاشاؤں کے باغ کو سر سبز بنانے کے لئے۔ دنیا میں وینشا اور داستا کو بڑھانے کے لئے بیکار اور مُفت خورے سادھوؤں نے نرک اور سورگ کا سمراجیہ بنا کر اس کے سنگھاسن پر ایک کلپت وجود کو بٹھا دیا۔ اور اپنی سنتان کو جنم جنمانتر تک مُفت روٹیاں کھانے کا ٹھیکیدار بنا دیا۔ ؎

آج تک ورنہ کسی کو وہ نظر آیا نہیں
ڈھونڈتے ہی مر گئے اس کو کہیں پایا نہیں

جنم بھر بھُوکے مرے۔ بھسمی رمائی۔ تپ کئے
ایک کی خاطر بھی کچھ تحفہ کبھی لایا نہیں

اُگرسین۔ سرشٹی کے داتا سے انکاری۔
کنس۔ ایک دم بیماری
اُگرسین۔ آج جو اپنے بھگوان سے انکاری ہے کل وہ اپنے پتا سے بھی
بغاوت کریگا۔ وہ کل کا دشمن اپنے بزرگوں سے بھی عداوت کرے گا۔
کنس۔ یدی پتا بھی میری چلتی ہوئی تمناؤں کی گاڑی کے آگے روڑا اٹکائیگا
تو وہ بھی میرے کرودھ کے پہیئے کے نیچے پس جائے گا۔
اُگرسین۔ پتا کا یہ اپمان۔ راجہ کا یہ اپمان۔
کنس۔ پتا ہو یا راجہ۔ جو کوئی بھی بچپن .... میں آجاتا ہے وہ
اپنی بدھی کو بیچ کھاتا ہے اس لئے وہ نہ پتا بننے کے یوگیہ
ہے نہ راجہ بننے کے یوگیہ۔
اُگرسین۔ تو کیا میں مجبور ہو کر کہہ دوں کہ تم میری کسی بھی وستو
کے ادھیکاری نہیں۔
کنس۔ اور میں کیا اپنے جنم ادھیکار سے کہہ دوں کہ تم آج سے میرے
قیدی ہو۔ اب تم اجسی چھتردھاری نہیں۔
اُگرسین۔ او کُل کلنک کیا بکتا ہے؟
کنس۔ جو نیم بوتا ہے وہ نمولی کو چکھتا ہے۔ لے جاؤ
اس مخبوط الحواس بڈھے کو قید خانے میں بند کرو۔ کنس
کے نام کی راج پتا کا بلند کرو۔ دلیش کو سادھان کرو۔
اور ہر جگہ اعلان کرو۔

توڑ دو سر آج سے بھگوان کے ابھیمان کا
کاٹ لو فوراً زباں جو نام لے بھگوان کا
(جاتے ہوئے) بولو چھتر پتی کنس کی جے۔

(جاتا ہے)

بکاسر۔ مہاراج چھما کیجئے۔ قید خانے میں لے جانے کی آگیا دیجئے۔
اُگر سین۔ کیا تم لوگ بھی سوامی کے آدیش کو نہیں جانو گے۔ اس کُل کلنک کی آگیا مانو گے۔

(بہت سے کنس کے کرم چاریوں کا ہتھکڑیاں کھڑکھڑاتے ہوئے داخل ہونا)

سب۔ اور ہم سب بھی مہاراج کنس کی آگیا مانیں گے۔

(ہتھکڑی لگاتے ہیں)

اُگر سین۔ آہ جس بھومی پر ایسے کپوت اور راج دروہی جنم لیں اُس بھومی کا بھگوان ہی رکھوالا ہے۔ ایسے ایسے گھوراتیا چاروں کی جوالا پربل ہے تو سمجھ لو کہ اس کے کرودھ کا بادل وناش کی بجلیوں کو لے کر برسنے ہی والا ہے۔ ~~

بندھن میں ڈالتا ہے اک پُتر اب پتا کو
بھگوان دیکھ لو تم دنیا کی دُردشا کو
کیا جانے اس جگت میں کہرام کیا مچے گا
یہ حال پاپ کا ہے تو دھرم کیا بچے گا

(راجہ اُگر سین کو پابہ زنجیر لے جاتے ہیں)

ایکٹ پہلا

سین ۴

نظارہ۔ جنگل میں رشیوں کا آشرم دکھاؤ
رشی اور منی

(ایک ہون ہو رہا ہے۔ دوسری طرف سادھوجن بیٹھے ہری کیرتن کر رہے ہیں)

گانا

اب تم کب سمروگے نام
پرانی دو دن کے مہمان۔ اب تم کب۔
جوڑے ہاتھ گربھ میں تو نے۔
نکلا تو بے ایمان۔ اب تم کب۔
بالک پن سب کھیل گنوایا۔
یوا پنے میں ابھیمان۔ اب تم کب۔
بردھ پنے میں کانپن لاگا۔
نکل گئے تب پران۔ اب تم کب۔
جھوٹی کایہ جھوٹی مایہ۔
انت موت نادان۔ اب تم کب۔

خالی ہاتھ چلے دنیا سے۔
یہیں چھوڑا سامان۔ اب تم کب۔
(اچانک ہی ہون کنڈ میں ہاںس کے لوتھڑے آگرتے
ہیں۔ رشی لوگ گھبرا کر ادھر اُدھر دوڑتے ہیں)

سب۔ ہری اوم۔ ہری اوم۔
پہلا رشی۔ آہ بھگوان۔ یہ کیسا پاکھنڈ ہے۔ ہتیا کانڈ کی جوالا پر چنڈ ہے۔
دوسرا۔ یگیہ کے پوتر استھان میں ہاڈ اور ماںس کی برکھا؟
تیسرا۔ کہاں جائیں۔ دھرم کو باندھ کر کس بھومی پر لے جائیں ؎

دُشٹوں کی چیرہ دستی ہے کیا آگ یہ برستی ہے
بھگوان کا جب ایمان ہے یہ بھگتوں کی پھر کیا ہستی ہے

پہلا۔ جن دُشٹوں نے وید بھگوان اور اس کے یگیہ منتروں کا نِرادر کیا ہے۔
چوتھا۔ (کرودھ میں آکر اور ہاتھ میں جل کا کمنڈل لے کر) اُن کے نشٹ کرنے کو میں نے ہاتھ میں سنکلپ کا یہ جل لیا ہے۔
(ہاتھ میں جل لے کر)

؎ جنم جنمانتر تلک وہ نرک میں جلتے رہیں
اور بدی جیوت رہیں تو کوڑھ سے گلتے رہیں

پہلا۔ ایشور۔ تو کب تک پاپ آتماؤں کے ان دُسا چرنوں کو تکتا رہے گا۔ تو کب تک دُشٹوں کی ہیٹھ بھیکتا رہے گا۔ دھرم پاپتر کب تک پاپ کی ٹھوکریں کھا کھا کر چھلکتا رہے گا ؎

کب تک نہ آئے گی دیا رین اور دُکھی کے حال پر
کب تک نہ کھاؤ گے ترس بھگوان دیش اور کال پر
بیدار کیوں ہوتے نہیں بادھا ہے کیا پتوار میں
جو دھار میں نیا بہی وہ پڑ گئی منجدھار میں

(ایک رشی کمار کا داخل ہونا گھبرائے ہوئے)

رشی کمار۔ مہاراج۔ سرپ منی رشی کنیا کو ایک راچھس اُٹھا کر لے گیا۔

سب۔ غضب ہوا۔

رشی کمار۔ بڑا ہی انرتھ ہوا۔

پہلا۔ (رشی کمار سے) کیا ابھی۔

رشی کمار۔ ابھی ابھی۔ وہ بیچاری چلاتی رہی۔ سہاتیا کو ہاتھ پھیلاتی رہی جن دو رشی بالکوں نے سہاتیا کو قدم بڑھایا۔ د بھیچاری راچھس نے اُن کو مار کر نیچے گرایا۔

پہلا۔ پرماتمن۔ تم کیا کرنا چاہتے ہو سنسار سے الگ تھلگ دور دراز بنوں میں رہنے والے۔ کسی جیو کو کچھ نہ کہنے والے۔ ہر کسی کے دُروچن کو شیلتا سے سہنے والے۔ تپسویوں پر یہ انرتھ ہونے لگے تو پھر گرہست آچاریوں کا کیا حال ہوگا۔ ان راچھسوں کے ہاتھوں کون نہ پامال ہوگا ؎

رشی ابلاؤں پر اُٹھنے لگا جب ہاتھ پاپی کا
تو کیا ہم مان لیں دیتے ہو تم بھی ساتھ پاپی کا
ہے پربل پاپ کی اگنی نہ تم برسے تو کیا ہوگا

جو تھوڑا ادھرم باقی ہے فنا ہوگا فنا ہوگا

دوسرا۔ یہ سب دراچاری کنس۔ اس کل کلنک کنس اور اسکے کرم چاریوں کی کرتوت ہے۔ وہی اس پنیہ بھومی پہ پاپ کا دکھدائی بھوت ہے۔

تیسرا۔ جب سے اس دشٹ نے ہوش سنبھالا یہ دیوبھومی دراچرن کے تیروں کا نشانہ بن گئی۔ دھرماتماؤں کو آشریہ دینے والی ادھرمیوں کا ٹھکانہ بن گئی ؎

نہیں اس دشٹ نے اپنی اٹھا رکھی جفا کوئی
نہ بالک ہی بچا کوئی نہ بوڑھا ہی بچا کوئی
نہ ناری دھرم دکھشت ہے نہ رکھشا سادھو نکی ہے
نہ دنیا میں رہا باقی کسی کا آسرا کوئی

(بکاسر اور پرلمب کا داخل ہونا)

بکاسر۔ ابے او بھک منگو۔ یہاں کیا کر رہے ہو؟

پہلا۔ بھگوان کا بھجن۔

دوسرا۔ ہری کیرتن ؎

ہری نام کو سمرتے تر گئے پتت انیک
چھانڈے نہیں سنسار میں ہری نام کی ٹیک
جب ہی نام ہردے دھریو ہوا پاپ کا ناس
ایک چنگاری سے جلے جیسے بن کی گھاس

پرلمب۔ یہ گاگروں میں کیا رکھا ہے؟

پہلا۔ کسی میں گنگا جلی ہے۔ کسی میں ہون سامگری کا گھی ہے۔

بکاسر۔ اتنا گھی؟ کیا کسی کو لوٹ کر لائے ہو؟

پہلا۔ داتا لوگوں کا دان۔ گئوئیں پالتے ہیں۔ دودھ جماتے اور بلو کر گھی نکالتے ہیں۔

بکاسر۔ ہم نے شکار میں بہت سے راج ہنس مارے ہیں۔ ایک من گھی سے مانس تل کر کھائیں گے۔

پہلا۔ ہری اوم۔ ہری اوم۔ یگیہ کا گھی اور مانس تلنے میں کام آئے۔ دیگر بھاگ اور ایسے نکرشٹ کرم کے ہاتھوں میں جائے۔ پرماتما سے ڈرو۔ دھرم کا انادر نہ کرو۔

یہ اچھا اور بُرا پھل کرم کے انوسار دیتا ہے
اسے ہتوار جو دے اُسے یہ تار دیتا ہے
یہ پتھر کے لئے پتھر ہے اور گوہر کو ہے گوہر
جو مارے دھرم کو یہ دھرم اس کو مار دیتا ہے

بکاسر۔ جس کو کھا کر منش بل بُدھی میں پردھان ہوتا ہے اُس کو درتھا اگنی میں بھسم کر کے کسی کا کیا کلیان ہوتا ہے؟

پرلمب۔ یگیہ کیوں کرتے ہو۔

پہلا رشی۔ وید آگیا کو شردھا کرنے کے لئے۔ سروشکتیمان بھگوان کو پرسن کرنے کے لئے۔

بکاسر۔ بھگوان۔ کون بھگوان؟

پرلمب۔ ہاہا۔ (ہنستا ہے) ارے یار وہی گپوڑسنکھیوں کا بھگوان۔ بے نام۔ بے نشان۔

بکاسر۔ ارے وہ تمہارا بھگوان ہے کہاں؟

پہلا۔ شردھا کی آنکھوں کے بہت نزدیک۔ ناستک کے

اُنہوں سے بہت دُور ہے

وہ ذرّے میں چمک ہے اور چمک میں دُرفشانی ہے
وہ قطرے میں سمندر ہے سمندر میں وہ پانی ہے
ہے بجلی کی اداؤں میں وہ ہے کالی گھٹاؤں میں
حرارت دھوپ میں ہے اور شیلتائی چھاؤں میں

دوسرا۔ اور تمہارے اوم اوم میں ہے ہے

اوم اوم سے ہے پرگٹ گپت پر بھو کا کھیل
کایا میں دیا پک ہوا جیسے تل میں تیل
جیون مہندی میں رنگ ہے اور چکمک میں آگ
تیرا سوامی تجھ میں جاگ سکے تو جاگ

بکاسر۔ یہ سب ڈھکوسلہ ہے۔ تمہارے بھگوان کا شاسن ہولیا اب تم کو ہمارے پرتکش بھگوان مہاراج کنس کی شکتی کو جاننا ہوگا۔ اسکو ہی سنسار کا کرتا دھرتا ماننا ہوگا۔

پہلا۔ ایک منش اور بھگوان۔ کہاں پانی کا بُلبُلا ایک فانی انسان۔ اور کہاں وہ ست۔ چت اور آنند کی کھان۔

دوسرا۔ ہم گلے پر چھری پھیر ڈالیں گے۔ رگ رگ سے رُدھر کے فوارے چھوٹتے ہوئے دیکھ لیں گے۔ جیون کا انت کرلیں گے جس طرح بھی کوئی مارے گا اسی موت سے مرلیں گے۔ ہے

مگر انسان کو بھگوان ہم ہرگز نہ مانیں گے
اسی کو سرو شکتیمان جانا اور جانیں گے
نہ بھے سے پاؤں ایشور کی شردھا کا ڈگمگائے گا

مزہ امرت کا چکھا جس نے وہ کیوں زہر کھائیگا

بکاسر۔ تو اس کو سہاتیا کے لئے بلاؤ۔
پرلمب۔ ہم زبردستی تمہارا گھی اُٹھاتے ہیں۔
پہلا۔ دیکھو۔ ہٹی کے پتلو۔ اتنی تیزی نہ کرو۔ کرم کی بھومی
پر پاپ اور ظلم کی تخم ریزی نہ کرو ؎

اونچی کبھی نہ ہوا تنی تو انسان کی گردن
رکھ دیتا ہے وہ توڑ کے ابھیمان کی گردن

دوسرا۔ ہماری منت خوشامد اور رُدن کا خیال کرو۔ یہ نہ سمجھو کہ آنکھوں کے
یہ آبدار قطرے پلکوں سے نیچے ڈھلک کر تباہ ہو جائیں گے۔ ہمارے ان
آنسوؤں کے اندر ایک اگنی پوشیدہ ہے جس سے پتھروں کے جگر بھی جل کر خاک
سیاہ ہو جائیں گے یہ نہ سمجھو کہ ایک ابلا۔ ایک دُکھی اور ایک دین کے آنسو
اثر سے خالی ہیں۔ مظلوم کے آنسو ظالم کو سرشٹی سے نیست و نابود کر دینے
کے لئے قانون کی تلوار اور پرماتما کے وار سے بھی زیادہ
بل شالی ہیں۔ دیکھو دیکھو۔ کسی دُکھیا کا دل ظلم کے چرکوں سے
دکھی ہو کر ہائے ہائے کرتا ہے۔ اس پرماتما کا نیم ستائے ہوئے
دل سے نکلنے والے آنسوؤں کو دیکھتا اور نیائے کرتا ہے ؎

سمجھتے ہو کہ مظلوموں کے نالے کچھ نہیں کرتے
یہ معصوموں کے خنجر اور بھالے کچھ نہیں کرتے
ٹپکتا ہے جو پانی آنکھ سے یہ آگ ہوتا ہے
جگر ظالم کا جل اُٹھتا ہے جب مظلوم روتا ہے

بکاسر۔ اُٹھاؤ۔ ان مکاروں کے اڈمبر کو۔

دگنگا جل کے پاتر ٹھوکروں سے توڑ دیتے
اور گھی کے برتن اُٹھا لیتے ہیں)

پہلا رشی۔ بھگوان دیکھو ہمارے گرم گرم آنسو کس بےبسی کو پرکٹ کر رہے ہیں۔ ہمارے نالے کس مجبوری کی تنگیوں میں سمٹ رہے ہیں۔

گانا

اب لبالب زہر بیجیون کے پیمانوں میں ہے
ظلم یکساں بستیوں میں اور ویرانوں میں ہے
پس گئے آکاش اور دھرتی کے دو پاٹوں میں سب
اور باقی جان کیا اب دھرم کے دانوں میں ہے
تم دیابن کر برس جاؤ تو ہو کھیتی ہری
ورنہ کیا دم پیاس کے مارے ہوئے دھانوں میں ہے
سُوجھتا کچھ بھی نہیں اور دھرم کی سُنتے نہیں
ہو تیا بند آنکھ میں ہے اور روئی کانوں میں ہے
دھرم کے مارگ پہ لانے کا کوئی سادھن نہیں
ورنہ نالوں میں نہ کچھ باقی اثر گانوں میں ہے
آؤ بھگوان جلد آؤ پاپ کا گھٹ بھر گیا
دم کوئی دم اور۔ کوئی دم کے مہمانوں میں ہے

ایکٹ پہلا

سین ۵

کاپک

نظارہ ۔ ایک بڑے کٹر چھوت چھات کے وچاروں میں پھنستے ہوئے پنڈت تیاگا نند کا مکان ۔ پوجا پاٹھ کا سامان ۔ تیاگا نند کا

(داخل ہونا)

تیاگا نند ۔ سے

آدھی رات کو اُٹھ کر جانا
جمنا جی میں ڈُبکی لگانا
لوَٹ کے پھر سیدھے گھر آنا
ٹھاکر کو اشنان کرانا
پھُول باغ کے توڑ کے لانا
اِشٹ دیو پر پھُول چڑھانا
چوکی آسن کو نہلانا
چندن گھِس کر دھوپ جلانا
لمبا چوڑا تلک لگانا
مالا کو سو بار پھِرانا

ساگ پتر کا بھوجن کھانا
شدھ ریشم کا اُتّم بانا
مُونج کا جُوتا نیا پُرانا
چمڑے کو نہیں ہاتھ لگانا
اپنے سایہ سے گھبرانا
چُھو جائے تو شیگھر نہانا
پرانی سے نہیں ہاتھ ملانا
دان اچھوت کا نرک سمانا
بھید یہ سمجھے کوئی دانا
ہم نے اس کو مُکتی جانا
یہی نِت نیم کا سامان ہے
اور یہی وید کا فرمان ہے
(گھنٹے کی آواز)

ایک۔ دو۔ تین۔ چار۔ پانچ۔ اُف فو۔ ہرے رام۔ ہرے رام۔ کس دچار کے جھمیلے میں پھر رہا ہوں۔ کس رگڑے جھگڑے کی کھائی میں گر رہا ہوں۔ واستو میں یہ سنسار بھی اچھوت ہے۔ اس کا دھیان سپشٹ ہوا اور دیکھ لیجئے۔ آج کا کرم دھرم ایک دم سار النشٹ ہوا۔ واقعی مایہ اچھوت کے سمان ہے اور یہی وید کا فرمان ہے۔ اور تو کسی بھجن سمرن کا وقت نہیں۔ جلدی جلدی پھاگن ماس کی آندھی کے سمان فر فر آرتی کر لوں نہیں تو کوئی آ جائے گا اور آج کا پنیہ ہاتھ سے جائے گا۔
(گھنٹی ہاتھ میں لے کر آسن پر بیٹھتا ہے)

آرتی

اوم جے جگدیش ہرے سوامی جے جگدیش ہرے
بھگت جنن کے سنکٹ چھن میں دُور کرے۔ اوم جے
جو دھیاوے پھل پاوے دُکھ بنسے من کا
سُکھ سمپتی گھر آوے کشٹ مٹے تن کا۔ اوم جے
مات پتا تم میرے شرن گہوں کس کی
تم بن اور نہ دُوجا آس کروں جس کی۔ اوم جے
تم پورن پرماتما تم انترجامی
پاربرہم پرمیشور تم سب کے سوامی۔ اوم جے
تم ہو ایک اگوچر سب کے پران پتی
کس بدھ ملوں گوسائیں تم کو میں کُمتی۔ اوم جے

(آرتی کرتے کرتے خیال آتا ہے کہ بٹوا ندی پر بھول نہ آیا ہوں اس لئے گھنٹی بجاتے ہوئے اُٹھ کر اسکٹ میں دیکھتا ہے)

(آرتی) موجود ہے بٹوہ کھیسے میں تم سب کے ہو سوامی۔
اوم جے جگدیش ہرے۔ (بیٹھ جاتا ہے)

(پھر یہ خیال کر کے کہ جیب میں سے کوئی نکال نہ لے جائے نکال کر لاتا ہے)

(آرتی کے سُر سے گھنٹی بجاتے ہوئے)

پرنتو یہ غلط پڑا بٹوہ کوئی چرا نہ لیجائے سوامی۔
اوم جے جگدیش ہرے

(بٹوہ پوجا کے آسن کے نیچے رکھ دیتا ہے)

دین بندھو دُکھ ہرتا ٹھاکر تم میرے
اپنے ہاتھ اُٹھاؤ دوار پڑا تیرے۔ اوم جے

(باہر سے بھنگی آواز دیتا ہے)

بھنگی۔ پنڈت جی مہاراج۔ باہر کی نالی بھی صاف کر دوں؟
تیا گانند۔ ہت تیرے چانڈال کی دُم میں جہاز کا رستہ (کرودھ سے گھنٹی پھینک کر) بس جی بس۔ آج کا ہمارا پوجا پاٹھ۔ پوترتا کا سارا ٹھاٹھ دن رات کی گھڑیاں چار اور ساٹھ بیکار گئیں۔ پرات کال ہی چانڈال کی آواز کان میں آئی۔ گئی چولھے میں ساری پنڈتائی۔ چانڈال کے اشدھ مکھ سے نکلی ہوئی آواز کان کے پوتر پردوں پر پڑی۔ بس سمجھ لو کہ ٹوٹ گئی سب شدھ وچاروں کی لڑی۔ کانوں کو گنگا جل سے دھونا پڑیگا۔ کارن کہ چانڈال پاپوں کی کھان ہے اور یہی وید کا فرمان ہے۔

(کرمنڈل اُٹھاتا اور کانوں کو جل سے دھوتا ہے)

ہرے رام۔ ہرے رام۔

(بھنگی اندر داخل ہوتا ہے)

بھنگی۔ مہاراج۔ نالی میں ذرا سا پانی بہائیں تو دردر نکل جائیں۔
تیا گانند۔ ارے اُوتنی کے اوت۔ تجھے آگے بھی کہا تھا صبح سویرے منہ نہ لگایا کر سامنے نہ آیا کر۔ یہ ایک وید پاٹھی برہمن کا اپمان ہے اور یہی وید کا فرمان ہے۔
بھنگی۔ مہاراج ہم کو تو آپ کے درشنوں سے تینوں لوک کی دولت مل جاتی ہے۔ آتما کلی سی کھل جاتی ہے۔ آپ ہماری صورت سے کیوں گھبراتے ہیں؟ کیوں چکراتے ہیں؟

تیاگانند۔ ارے دُور دُور۔ کہیں چانڈال شریر کا سایہ ہماری شدھتائی کو نگل نہ جائے۔
بھنگی۔ ہرے رام۔
تیاگانند۔ چانڈال اور ہم سے باتیں کرکے زبان کے نرک کو حرکت میں لائے غلاظت کے اولے برسائے۔ اس میں سراسر دھرم کا نقصان ہے اور یہی وید کا فرمان ہے۔
بھنگی۔ ہرے رام۔ ہرے رام۔
تیاگانند۔ ارے نرک کے گدام۔ تیری زبان اور رام کا نام۔ یار و رام کو بھی ان چانڈالوں نے کیا مُنھ کا نوالہ بنالیا۔ جب چاہا جھٹ سے کھالیا۔
بھنگی۔ بھگون رام تو سب کا سانجھا ہے۔
تیاگانند۔ تیرا باوا کہیں منڈی سے خرید کرلایا ہے۔ رام تو ہم لوگوں کی پربھوتائی کا سرمایہ ہے کارن کہ ہم برہمنوں پر خاص مہربان ہے اور یہی وید کا فرمان ہے۔
بھنگی۔ پربھو۔ کچھ اچھا اُپدیش کیا کریں۔
تیاگانند۔ ایک دم نرک کا پلندہ۔ چانڈال اور گندہ۔ رات دن دِر دِر سمیٹنے کا دھندہ۔ ہمارے پوتر مکھار بند سے اُپدیش سُنتا ہے۔ نرک کا ادھیکاری سورگ کے پھل سُنتا ہے۔ ابے سُن۔
بھنگی۔ جی مہاراج۔
تیاگانند۔ تو سارا گنگا جل بھی پی جائے۔ دنیا بھر کے صابون سے مل مل کر بھی نہائے سونا چاندی پہن کر بھی آئے۔ اندر کی پوشاک تجھے پہننے کو بھی مل جائے تو بھی تو نرک کا نشان ہے۔ اور یہی وید کا فرمان ہے۔

بھنگی۔ بہت خوب۔ ہم نالی کے کیڑوں کو نالی ہیں ہی سڑنے دیجیئے۔

(جاتا ہے)

تیاگانند۔ آج کیسا منحوس دن چڑھا۔ پہلے نت نیم کھویا۔ اب اتنی دیر تک نرک کو بلویا۔ چانڈال سے باتیں کیں۔ پنڈتائی خاک ہوگئی۔ زبان ناپاک ہوگئی۔ گنگا جل سے سات کلّیاں کروں گا تو پوتر ہوگی۔ گنگا جل ہے، سروشدھیوں کی جان ہے اور یہی وید کا فرمان ہے۔

(گنگا جل سے کلّی کرتا ہے)

ایک۔ دو۔ تین۔ چار۔ پانچ۔ چھ۔ سات۔

(مالی ترکاری کی ڈالی لے کر آتا ہے)

مالی۔ پنڈت جی۔ پالاگن۔

تیاگانند۔ بچہ جیو رہو۔

کیالائے ہو؟

مالی۔ ترکاری کی ڈالی۔

(چوکی پر لٹو کری رکھ دیتا ہے)

تیاگانند۔ کیا کہا ترکاری کی ڈالی۔ ہمارے دھرم کی بنیاد تو نشٹ کر ڈالی۔ مورکھ آدمی عقل سے خالی۔ ابے او مالی۔

مالی۔ جی ہاں۔

تیاگانند۔ عقل کیا بیچ کر کھالی۔ اشدھ لٹوکری کو چوکی پر رکھ دیا۔ میرا دھرم تو نشٹ کیا۔

مالی۔ ندی کے جل سے دھو کر لایا ہوں۔

تیاگانند۔ نہ جانے کن راستوں سے گذر کر آیا۔ کس کس چانڈال کا پڑا

اس پر سایہ۔ ہٹا جلدی ہٹا۔ دور کر چوکی سے اس وبال کو۔ اُٹھا اپنے مال کو۔ سچ ہے مورکھوں سے بیوپار بھی لاکھوں کا زیان ہے اور یہی وید کا فرمان ہے۔

مالی۔ واہ اچھی پنڈتائی ہے۔ دھوئی دھائی ترکاری میں بھی اُشدھتائی ہے۔

تیاگانند۔ (جل کا کرمنڈل اُٹھا لاتا ہے) لا ادھر چوکی کو دھو ڈالوں اسکے شریر سے ناپاکی کا بھوت نکالوں۔ آج انھیں دھندوں نے اپنا بنالیا سارا گنگا جل انھیں بکھیڑوں پر خرچ کر دیا۔

(چوکی اور ترکاری کو دھوتا ہے)

دیکھو پھر کبھی ایسا نہ کرنا۔

مالی۔ میں تو کیا میرا کوئی اور بھی نہ کرے گا۔ مرتے ہوئے اولاد کو بھی کہہ جاؤنگا کہ پنڈتوں کی کو چھوت کی بیماری ہے اور وہ بھی لاعلاج۔ پرنام ہو مہاراج۔

(جانا چاہتا ہے)

تیاگانند۔ ابے دام تو لیتے جاؤ۔

مالی۔ جان بچی لاکھوں پائے۔ دام لیتے جو کہیں کرودھ کا ڈنڈا حرکت میں آجائے تو غریب بیچارہ بال بچوں کی پالنا سے جائے۔

(تیاگانند اونچے سے ہاتھ پر پیسہ گراتا ہے پھر فوراً ہی ہاتھ کو دھولیتا ہے۔ مالی کا جانا)

وچارانند۔ (آکر) گورو بھوجن بنالوں؟

تیاگانند۔ لو یہ ترکاری لے جاؤ۔ سات پانیوں سے اس کی غلاظت کو بہانا۔ پھر چھری کو دھو کر اپنے ہاتھ کو دھونا۔ پھر پکانا۔

وچارانند۔ گورو۔ آٹا بازار سے لایا ہوں کہو تو اس کو بھی دھولوں۔

تیاگانند۔ ارے کھینچکر۔ آٹا گوندھوگے تو آپ ہی دُھل جائے گا۔
وچارانند۔ جیسی گورو کی آگیا۔ اور شریمان ۔ بھوجن بن جائے تو
اس کو بھی دھو کر لاؤں ؟
تیاگانند۔ ایک دم ہور کھ گھنٹال۔ ارے ماتا کے مال ۔ پکا ہُوا
بھوجن بھی کہیں دُھلتا ہے ؟
وچارانند۔ پربھو۔ نرک سے ہی تو ان باتوں کا بھید کُھلتا ہے۔
اور گھی بازار سے لایا ہوں اس کو تو دھولوں ؟
تیاگانند۔ ہاں ضرور۔
وچارانند۔ کتنے پانیوں میں ؟
تیاگانند۔ گن کر پورے سات پانیوں میں۔
وچارانند۔ گھی دھونے سے زہر نہ ہو جائے گا۔
تیاگانند۔ زہر ہو جائے تو ہو جائے۔ کرم کانڈ میں بادھا نہ آئے۔ پوترتا
سے ہی سرو کلیان ہے اور یہی وید کا فرمان ہے۔

(جاتا ہے)

وچارانند۔ (سوگت) اندر تو پنڈت جی کے سر سے پیر تک مل اور موت بھرپور
ہے ظاہر میں اتنی چھُوت چھات کہ کایہ بھی کوئی اُڑ جانے والا کافور ہے۔
کان میں میل۔ ناک میں غلاظت منہ میں گندگی۔ گُدا میں نرک۔ اس پر بھی منش
شریر کو دھو دھو کر پوتر بنتا ہے اس پر اکڑتا اور تنتا ہے۔ ؎
چھُوت چھات اتنی کرے جیوا نیکوں کھائے
مُکتی پانی سے ملے تو مچھلی بھی تر جائے

(جاتا ہے)

ایکٹ پہلا

سین ۔ ۶

نظارہ — خواب گاہ

(کنس سویا ہوا ہے ۔ ٹیون بجتا ہے ۔ جالی کے پردے
پر بھیانک تصویریں دکھائی دیتی ہیں ۔
چونک اٹھتا ہے)

کنس ۔ مار دیا ۔ دبا دیا ۔ (پلنگ سے اتر کر) پسلیوں پر اتنا بھاری بوجھ کس نے
دبا یا ۔ کون آیا ۔ کوئی نہیں ۔ سوپن کی مایا ۔ نہیں ۔ وہ سچ مچ آیا ۔ کبھی
بھیانک آکار بناتا ہے ۔ کبھی سندر اور موہنی سروپ بن جاتا ہے ۔ کبھی
بچوں کے کھلونے دکھاتا ہے ۔ کبھی آگ کا چکر سا انگلی پہ نچاتا ہے ۔ ؎

کبھی چھینٹے اڑاتا ہے کبھی شعلے اگلتا ہے
کبھی بے پاؤں کی تلوار سا گردن پہ چلتا ہے
کبھی تیروں پہ لیتا ہے کبھی پیکاں چبھوتا ہے
وہ کتنے روپ سے طالب مرے جیون کا ہوتا ہے

کون ہوتا ہے ؟ کوئی بھی نہیں ۔ دن کی کلپنا راتری میں سوپن کے ڈراؤنے چیتر
بناتی ہے ۔ منش کو اپنے ہی تصور کی دنیا کتنے ہی رنگ اور روپ دکھاتی ہے ۔ ؎

ورنہ ایسا کون ہے جو مجھ کو نربل مان لے
میرے سنمکھ آئے جو مرنے کی پہلے ٹھان لے

جب کہ قبضے میں لئے پھرتا ہوں میں سرشٹی کی جان
کس کی ہے شکتی بھجاؤں میں کہ میری جان لے
(پھر سو جاتا ہے۔ جالی کے تاریک پردے پر
روشن نظارے پہلے بھگوان کا ویراٹ سروپ
دکھائی دیتا ہے۔ جو فوراً ہی چتر بھجی سروپ
میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ کنس چونک اُٹھتا ہے)

پھر وہی ڈراؤنا سروپ۔ کسی ہاتھ میں خونخوار سرپ ہی سرپ لپٹ رہے ہیں کسی ہاتھ میں خون میں لت پت بڑے بڑے تاجدار سر جھپٹ رہے ہیں ایک منہ میں لکھو کھہا زبانیں شعلہ فشانی کر رہی ہیں۔ اپار آکار کی آنکھیں۔ اُدھر کا ساگر ہے جس میں بے شمار لاشیں تر رہی ہیں۔ لمبی لمبی جٹاؤں سے اگنی کے تیر برستے ہیں۔ پیٹ کے اندر مرگھٹوں اور مسانوں کے کتنے ہی خطرناک رستے ہیں۔ وہ رونگٹے کھڑے کر دینے والا درشیہ پھر چار ہاتھ والے منش کی صورت میں تبدیل ہو گیا۔ وہ بھی دیکھتے دیکھتے ایک سو کشم آکار میں تحلیل ہو گیا۔ لوگ ایشور کے جن کلپت آکاروں کا ذکر کرتے ہیں وہی آنکھوں کے آئینوں پر بڑی بھیانک روپ سے اُترتے ہیں۔

سوپن کے ہیں چتر ان کی اصلیت کچھ بھی نہیں
ستیہ جو مانے انھیں وہ ذہنیت کچھ بھی نہیں
(پھر سو جاتا ہے۔ یکے بعد دیگرے دیوکی کے
جو سات گربھ نشٹ کئے ہیں وہی ننھی ننھی
معصوم مورتیں ہاتھوں میں آتشی گرز لئے پریڈ
کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں کنس چونک اٹھتا ہے)

آج ضرور کچھ نہ کچھ اُپدرو ہونے والا ہے۔ ایک ہی راتری میں تین بار من کی کلپناؤں نے دماغ کو اُلجھن میں ڈالا ہے۔ ایک نہیں۔ دو نہیں ۔ پوری سات صورتیں۔ شاید یہ وہی دیو کی کے سات گربھ ہیں جن کے بال روپ کو میں نے شلا پر پٹک کر پاش پاش کیا۔ ہاں اپنے جیون کے ہیت میں نے اوش ہی اُن کا ناش کیا۔ ؎

کیوں سوپن میں دکھاتی ہیں نقشہ جنون کا
کیا انتقام لیتی ہیں یہ مجھ سے خون کا

(دوار پال کو بلاتا ہے) دوار پال ۔

دوار پال۔ (آکر) مہاراج ۔

کنس۔ جس بندی گرہ میں بسدیو اور دیو کی میری آگیا کے پابند ہیں اس کے تمام دوار کیا اچھی طرح سے بند ہیں۔

دوار پال۔ شریمان وہ بیڑیوں سے جکڑے ہیں اور دروازوں پر بڑے بڑے مضبوط تالے پڑے ہیں۔

کنس۔ دیکھو۔ دیو کی کا گربھ نویں ماس سے گزر رہا ہے ایسا نہ ہو میرا شکار دنیا میں آئے اور ہاتھ سے نکل جائے۔

دوار پال۔ بیڑیوں ہتھکڑیوں اور تالوں کے علاوہ بڑے بڑے جیالے سُورماؤں کے سنگین پہروں سے گذر کر ہوا بھی نہیں جا سکتی۔ رکھشا کا ایسا کٹھن پربندھ ہے کہ کوئی آسمانی شکتی بھی جنم لینے والے بالک کو نہیں اُڑا سکتی۔ ؎

وہ کر سکتے ہیں کیا مجبور اور آدھین پہروں میں
ہوا کو بھی نہیں ہے دخل جب سنگین پہروں میں

کنس۔ جاؤ اور دیکھو ہر ایک پاسبان ساودھان رہے۔ ایک ایک گھڑی او

ایک ایک پل کا دھیان رہے۔ جس وقت بھی ہیرا شکار وجود میں آئے فوراً چوکیدار خبر پہنچائے۔

(دوار پال جاتا ہے)

س ۵ تھے آٹھ آزار ان میں ایک ہی آزار باقی ہے
نکالے سات کانٹے آٹھواں یہ خار باقی ہے
نکل جائے یہ کانٹا تو نیا گل پھر کھلاؤں گا
مٹا کر ہوت کو پرماتما کو پھر مٹاؤں گا

گانا۔ (کنس کا)

ویدوں کی مہماں گھٹاؤں گا میں
پرانوں کی خاک اُڑاؤں گا میں
سب کو ٹھکانے لگاؤں گا میں
سب کا نشان مٹاؤں گا میں

کورس۔ جو نام رام کا لے گا
وہ پران وہیں تیاگے گا
جو اس کے گن گائے گا
جم لوک میں وہ جائے گا
چھوڑوں نہ سادھو نہ سنت کو
رشی۔ منی۔ مہنت کو
تیاگی ویراگی سے نام جپاؤں
جوگی سنیاسی کو داس بناؤں

تب کنس ہے میرا نام
شہرہ ہو میرا تمام
ہو یہ سنسار غلام
بھوگوں کا خوشی مدام
دیدوں کی مہان گھٹاؤں گا ہیں۔

ایکٹ پہلا

سین ۔ ۷

نظارہ ـــــ قیدخانہ

دکھاؤ۔ بسدیو اور دیو کی ہتھکڑیوں
اور بیڑیوں میں جکڑے ہیں۔ بسدیو
بھگوان کی اوستتی کرتے ہیں۔

گانا۔ (بسدیو کا)

دینوں کو دُکھ دیتے ہیں، کیا کیا یہ دنیا والے
بھگوان بھگت یہ تیرے پڑ گئے ہیں کن کے پالے
دینوں کو دُکھ دیتے ہیں۔
دن رات جیسے کر ان کو پرسن ہوتا ہے من میں
ایجاد کیئے ظالم نے کیا کیا از تھ کے بھالے
دینوں کو دُکھ دیتے ہیں۔

مارگ نہیں سُکھ کا ملتا بھگوان کہاں ہم جائیں
دُکھیوں پر چھائے بادل بپدا کے کالے کالے
دینوں کو دُکھ دیتے ہیں۔
فریاد کریں تو کیسے کس بل پر چھوٹ کے جائیں
کڑیوں سے ہاتھ بندھے ہیں اور پڑے زباں پر تالے
دینوں کو دُکھ دیتے ہیں۔
کیا جانیں ہم دُنیا میں انصاف بھی ہوتا ہوگا
نردوش ہمارے بچے ہیں سات کنس نے گالے
دینوں کو دُکھ دیتے ہیں۔
پیڑا سے کب تک روئیں کب تک یہ کشٹ اُٹھائیں
ناسور بن گئے سارے جھل جھل کر دل کے چھالے
دینوں کو دُکھ دیتے ہیں۔
حد ہوئی ظلم کی اب تو کیا کسر رہی ہے باقی
وہ چکر سدرشن اپنا اب تو بھگوان اُٹھالے
(دیّا خنے کی آواز)
بھگوان کے چتر بھجی سروپ کے درشن
(بسدیو اور دیوکی کی ہتھکڑیوں اور بیڑیوں کا ٹوٹ
جانا۔ ہاتھ باندھ کر دونوں کا اُستتی کرنا)
بسدیو۔ جے ہو۔ بھگتوں کے رکھشک بھگوان ترلوکی ناتھ کی جے ہو
کون کہتا ہے کہ تم بھگتوں کے حال سے خبردار نہیں۔ کون کہتا
ہے کہ تم سرو کے رکھشن ہار نہیں۔

بھگت کا دُکھ دیکھتے ہی بے قرار ہوتے ہو تم
بھگت کو روتا اگر دیکھو اُدار ہوتے ہو تم
جب بُلاتا ہے تمھیں کوئی دُکھی امداد کو
چکر لے لیتے ہو واہن پر سوار ہوتے ہو تم

آواز۔ (چتر بھجی سروپ کا ادرشٹ ہونا)

کرشن اوتار

(بالک روپ سے ماتا دیو کی کی گود میں آجانا۔ بالکوں کی طرح رونا۔ بسدیو اور دیو کی کا مایہ وش ہو کر دیکھتے ہوئے پہلے نظارہ کو بھول جانا)

بسدیو۔ کیسا شبھ مہورت۔ بھادوں بدی اشٹمی۔ بدھ کا دن۔ روہنی نچھتر آدھی رات۔ آہا۔ آشاؤں کا باغ ایک بار پھر آنکھوں کے سامنے لہلہا اُٹھا ہردے مندر ایک بار پھر کامنا پورتی کے قہقہوں سے کھِلکھِلا اُٹھا۔ تمناؤں کے پھولوں کی خوشنما چادر ایک بار پھر مرادون کے بستر پر بچھ گئی۔ مایوس دل کے درپن پر پھر ایک بار اُمید کی تصویر کھنچ گئی۔ سے

پک گئے تھے سات زخموں سے کلیجہ اور جگر
بن گئے ناسور تھے رس رس کے گھاؤ سر بسر
آج اُن زخموں کا مرہم بن کے آیا ہے یہ لال
کتنے گوہر لُٹ گئے تب تو کہیں پایا ہے لال

دیو کی۔ دیر مت کرو۔ پران ناتھ۔ جلدی کوئی تدبیر نکالو۔ اس سندر سروپ موہنی مورت کو بچانے کا شیگھر اوپائے کرو۔ کہیں بہار کی یہ کومل کلی بھی کنس کروده کی آندھی سے جیون ڈالی کو تیاگ کر نشٹ نہ ہو جائے۔ سے

دولت یہ دل و جان سے پیاری نہ لُوٹ لے
یہ بھی بہار دُشٹ ہماری نہ لُوٹ لے

بسدیو۔ بھولی ابلا۔ جس بھگوان نے تمہاری گودی کو ایسے انمول رتن سے بھرپور کیا۔ جس بھگوان نے اس من ہرن کھلونے کو دیتے ہی ہمارے ہاتھ اور پاؤں کے بندھن کو دور کیا۔ اس بھگوان کی دیا سے نراس نہ ہو اتنی اُداس نہ ہو۔ ؎

جس نے ہے جنم دیا اس کو وہ جیون کا دھن بھی دے گا
دارُن دُکھ اب تک جس نے دیا وہ شانتی کا دھن بھی دے گا

دیوکی۔ تو بھی شیگھرتا سے کام لو۔ ایسا نہ ہو وہ معصوموں کی موت نہ جانے کب اور کس وقت مُنہ کھولے نمودار ہو جائے۔ اور ہمارے جیون کا یہ آخری پرشار تھ بھی بے کار ہو جائے۔ ؎

بل نکل جائے نہ یہ کبھی دُرجنوں کے زور سے
جل میں اُلٹی ناؤ چلتی ہے گُنوں کے زور سے

بسدیو۔ کہاں لے جاؤں۔ کہاں چھپاؤں۔ ہاں کسی نہ کسی طرح یہاں سے نکل جاؤں تو رات بھر میں یہ کام کر آؤں۔ گوکل میں نند بابا کے ہاں پہنچادوں مرادوں کے جہاز کو آنے والے طوفان سے بچادوں پرنتو۔ ؎

کرم تو اپنے ہاتھ ہے سدّھی بھاوی کے ہاتھ
پانسہ اپنے ہاتھ ہے داؤ نہ اپنے ہاتھ

دیوکی۔ تم ہی تو کہا کرتے ہو جب چاند کے بل پر چکور آگ کو پچالیتا ہے تو بھگوان پر بھروسہ کرنے والا کس طرح ٹھوکر کھالیتا ہے۔

(بسدیو اِدھر اُدھر پھر کر دیکھتا ہے اور دیکھ کر خوش ہوتا ہے)

لبدیو. چمتکار چمتکار ستی۔ تمہارا یہ پُتر کوئی چمتکاری ہے۔
دیوکی. دیکھو تو صورت بھی کیسی موہنی اور پیاری ہے۔
لبدیو۔ اس کے شبھ آگمن سے ہماری بیڑیاں ہی نہیں ٹوٹیں۔ بندی گرہ کے تالے بھی کھل گئے ہیں بسنتری گھور نندرا میں بیہوش پڑے ہوئی تلوار کی طرح بے سُدھ ہوئے ہیں۔ لا۔ اس مادھری مُورت کو ادھر لا۔ اس کے درشن سے مجھے اپنا کلیجہ اچھی طرح سے ٹھنڈا کر لینے دے۔ میرا بھی جی بھر لینے دے۔

(چھاتی سے لگاتا اور بعد ازاں ایک
ٹوکری میں رکھ کر سر پر اُٹھا لیتا ہے)

سہائیک اس طرح میرا تو بن اے آسماں والے
سفر میں گرد تک پائیں نہ میری کارواں والے
مرے پرشارتھ کا جب تک سماں پورا نہ ہو جائے
نہ کروٹ لے سکیں خواب گراں سے اس جہاں والے

(جاتا ہے)

سین ٹرانسفر ہوتا ہے۔

نظارہ ـــــ جمنا جی

(پٹاخے کی آواز)

(جمنا جی کا پرگٹ ہوتا۔ کرشن مہاراج کے
چرنوں کو چوم کر مارگ سے ہٹ جانا۔ لبدیو
کو چلنے کا مارگ دے دینا)

(پٹاخے کی آواز)

ٹرانسفر

نظارہ ۔ گوکل میں نند کا بھَون

(ماتا جودھا نوزائیدہ کنیا کو پہلو میں لٹائے سو رہی
ہیں بسدیو جی کرشن مہاراج کو اس کے پہلو میں
آہستہ سے لٹا کر کنیا کو اُٹھا لیتے ہیں)

بسدیو ۔ (خود بخود) آہا بھاوی کے کام بھی کیسے وچتر ہیں ۔ سہ

دین چہے کرتا جنھیں سکھ سو تو کبھو بھی ٹرے نہیں ٹارے
اُدیم پُورش کینے بناں ۔ دھن آوت آپ ہی ہاتھ پسارے
دیو ہنسے اپنی اپنا ۔ بدھی کے پر پنچ نہ جات وچارے
بٹیا بھوٹیو بسدیو کے دھام ۔ ارد نند بھی باجے نند کے دوارے

(ٹوکری سر پر رکھ کر جانا)

— آواز —

سین ٹرانسفر ۔ وہی قید خانہ

(دیوکی کا بسدیو جی کے انتظار میں بیاکل ہونا)

دیوکی ۔ وہ ابھی تک لوٹ کر نہیں آئے ۔ کیوں نہیں آئے ۔ دُشٹ کنس نے بھید کو پا نہ لیا ہو ۔ مارگ ہی میں دبا نہ لیا ہو ۔ میرا جیون دھن لوٹ نہ لیا ہو ۔ اسکو میرے درد کی کیا خبر ۔ اس کو میرے دُکھ کی کیا پرواہ ۔ اسکو میری آہ و زاری پر کیا رحم سہ

مٹانا جانتا ہے اور مٹائے جا رہا ہے وہ
مری اُمید کی کھیتی کو کھائے جا رہا ہے وہ
خبر ظالم کو کیا مظلوم کی تکلیف کیا شئے ہے
نہ اس کو لاج دنیا کی نہ اس کو کال کا بھے ہے

(دبے پاؤں بسدیو جی کا داخل ہونا)

بسدیو۔ یے ستی۔ یہ لے جو دھاجی کی کنیا کو تیرے لال سے بدل کر لے آیا۔ نہ جانے اس نگیتی کا بھید مجھے مارگ میں کس نے بتایا۔ ایشور کا دھنیاد کرو۔ کسی آنکھ نے میرے کرتویہ کو نہیں دیکھ پایا۔ تاروں نے روشنی دی۔ دویہ درشٹی نے رستہ دکھایا۔ مارگ دینے کے لئے جمنا جی نے بھی اپنے پرواہ کے ویگ کو گھٹایا۔ اور ایسا جان پڑتا ہے کہیں کوئی گھڑی آدھ گھڑی میں ہی لوٹ آیا۔ ؎

وہ نہ تارن ہار ہی تارے تو پھر تارے گا کون
جس کا ہے بھگوان رکھوالا اُسے مارے گا کون

سب جیتکار اس کا تھا کارج نہ بگڑا ایک بھی
ہے بڑا اُتساہ کتنا ایشور کی ٹیک بھی

لڑکی کو دیوکی کی گودی میں دیتا ہے۔ وہ جاتے ہی روتی ہے۔ بالک کا جنم ہوا جان کہ سنتری اور پہرہ گیر بے تحاشا اِدھر اُدھر پھرتے اور کنس کو خبر پہنچاتے ہیں)

کنس۔ (آکر) بس یو۔ کہاں ہے میرا شکار؟

بسدیو۔ شکار شیروں کے کہلاتے ہیں جو ہاتھیوں کا مستک پھاڑ کر کھاتے ہیں اس گئو سروپ ننھی سی کنیا کو اپنا شکار بناؤ گے۔ اے نادان شکاری ان مچھروں اور کیڑیوں کے شکار کو کب تک کھاؤ گے۔ کب تک یہ بزدل برتاؤ دکھاؤ گے۔

؎ جیون دو دن کی لیلا ہے اس پر اتنے اِترائے ہو
یہ کومل کلی گرانے کو آندھی سی بن کر آئے ہو
فولاد سا دل کر رکھا ہے بے داد سہی یہ بیداد نہیں
اوروں کی ہونی کرتے ہو اور اپنی ہونی یاد نہیں

دیوکی۔ بھائی سوارتھ کی کمان کو اتنے زور سے کھینچکر خود غرضی کے تیر کو اتنی دُور

نہ پھینکو۔ دیکھو۔ دیکھو تم نے ایک ایک کرکے میرے جیون کے سات پھل نشٹ کردیئے۔ آشا ورکش ہیں یہ ایک ننھی سی کونپل ہی چھوڑ دو۔ ؎

میرا بھائی اور میرے گھر کی پامالی کرے
وہ تو بھرتا جائے گودی اور تو خالی کرے
ظلم کی خو چھوڑ دے عادت پرانی چھوڑ دے
ایک تو ممتا کی یہ میری نشانی چھوڑ دے

کنس۔ ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ یہی آٹھواں گربھ تو میرا کال ہے۔ اس کی بوٹیاں نوچ کر نہ کھاؤں محال ہے۔ ؎

رسی جلی تھی رسی کا اب بل بھی جل گیا
یہ آخری تھا موت کا کانٹا نکل گیا

(کنیا کو پتھر پر پٹک دیتا ہے۔ بجلی کے تیج کی شکل میں آتما آکاش میں پرواز کر جاتی ہے)

پٹاخے کی آواز

(درگا کا اشٹ بھجی ترشول لے کر نمودار ہونا)

درگا۔ پاپ آتما جس کی تو نے ہتیا کی۔ یہ دیوکی کی کنیا نہ تھی۔ یہ آپ ہی ساکھشات میں درگا کا اوتار تھی۔ سوہن ماتر پار برہم کی ایک لیلا کا آدھار تھی۔ ؎

جس کے ڈر سے ظلم کرتے اتنا درجن ہوگیا
کال وہ پاپی ترا گوکل میں اوپتن ہوگیا
وہ دبتے کا روپ ہے اس کھیل میں ہار یگا گیا
برہم کا اوتار ہے تو برہم کو مارے گا گیا

(کنس کا ہانپنا۔ ٹیبلو پر)

ڈراپ

ایکٹ دوسرا

سین۔ ا

نظارہ۔ گوکل کا اُپ دَن دکھاؤ۔ گئوئیں اور بچھڑے

بال کرشن مدھر بنسی بجارہے ہیں۔ دیوتا
گن پشپ دِمانوں میں بیٹھ کر اس ساکار بال
روپ کی اوستتی کرنے کو آتے ہیں۔

گانا۔ (دیوتاؤں کا)

اے مُرلی منوہر سشری داتار تمہیں ہو
اے نند کنور سرشٹی کے آدھار تمہیں ہو
گھن دھرم کا برسانے کو بن آئے گھنیشیام
ساکار کی صورت میں نرآکار تمہیں ہو
دیا پک ہو ہر ایک رنگ میں ہر روپ سے ظاہر
اے وشو پتی وشو کے دستار تمہیں ہو
نرآشروں کا آشرا آدھین کے آدھار
نِردھن کے لئے دولتِ بیدار تمہیں ہو

سادھو جنوں کے واسطے بھکتی کے ہو سادھن
کنسوں کے لئے کرشن کا اوتار تمہیں ہو

(پھول برسا کر دیوتاؤں کا آکاش مارگ میں غائب ہو جانا)

کرشن۔ کنس۔ دُر آتما کنس۔ تو پھونک سے کیلاش کو اُڑانا چاہتا ہے۔ انتقام کے شعلوں سے چھیر ساگر میں آگ لگانا چاہتا ہے۔ یہ نہیں ہوگا۔ اب تو بہت دیر تک ظلم کا ڈنکا نہیں بجا سکے گا۔ اے پاپ تتو کے پُتلے تو لاکھ ابھیمان کے پردں پر سوار ہو پرنتو گرڑ کے سمان اونچا نہیں جا سکے گا۔ میں جگوں جگوں میں بھگت رکھشا کو اوتار دھارن کرتا ہوں۔ سمے دیکر پاپی کا کھنڈن کرتا ہوں۔ تو نے کتنے ہی بالکوں کو وناش ساگر میں ڈبو یا تیری اندھی لوٹ میں کتنوں نے یہ پتر دھن کھویا میرے مارنے کے لئے پوتنا کو بھیجا اور ناحق اس کو مروا دیا ہو رکھ تو رسّی کے دھوکے میں سانپ کو پکڑ رہا ہے جن بیڑیوں سے دوسروں کو باندھنے کی آشا کی ان سے اپنے ہی آتما کو جکڑ رہا ہے اب بتا بسر اور بکا سر کو میرے پیچھے لگایا۔ آج سمجھ لے ان کا بھی کال آیا ؎

چھل چھند کی روئی کو دُھن دُھن کے مارنا ہے
دُشٹ اور پاپیوں کو چُن چُن کے مارنا ہے

(بنسی بجانا)

(گئوؤں اور بچھڑوں میں کھلبلی سی مچ جاتی ہے۔ بناسر بچھڑے کے کپٹ بھیس میں اور بکاسر بگلے کے بھیس میں اُن کے گلہ میں شامل ہو جاتا ہے۔ انتریامی کرشن گئوؤں کے سموہ سے دونوں کو کان سے پکڑ کر علیحدہ کھڑا کر دیتے ہیں)

کرشن۔ کیوں بے چانڈالو۔ تم سمجھتے ہو۔ یہ چھوٹا سا کنہیا کوئی چیز نہیں اتنا

بھولا کہ اس کو راچھس اور بچھڑے میں بھی تمیز نہیں۔ ؎
نگلے ہیں پاپ جتنے ان کو اُگل کے جاؤ
دُر آچرن کیئے جو اُن کی سزا ابھی پاؤ

(کان مروڑ کر دونوں کی جان لینا۔ انکی چیخ سن کر بلرام
سری داما اور گوال بالوں کا دوڑے ہوئے آنا)

سری داما۔ بھائی کا ہنا۔ یہ کس نے چیخ ماری ہم کو تو یاد آگئی تمہاری۔

کرشن۔ ہنسوں میں کہیں بگلا بھی چھپ سکتا ہے؟

سری داما۔ کبھی نہیں۔

گوال۔ ہرگز نہیں۔

کرشن۔ یہاں دو بھیڑیئے گئوؤں میں آگھسے۔ ایک بگلے کے روپ میں
ایک بچھڑے کے روپ میں۔

سری داما۔ پھر کیا ہوا؟

کرشن۔ کیا ہونا تھا۔ میں نے بڑے دھیرے سے ان کے کان
مروڑے۔ انھوں نے جھٹ سے پران چھوڑے۔

سری داما۔ اچھا ہوا۔

کرشن۔ آج تو انہوں نے مجھے کھالیا ہوتا۔

سری داما۔ اجی رام رام کہو۔ تم خود کھا جاؤ دنیا بھر کے دُشٹوں کو۔ ؎
اور اتنے پر بھی کہو پیٹ خالی ہے ابھی
جل کے ساگر کو بھلا کیا آگ لگتی ہے کبھی

گوال۔ اور ہم نے تو سمجھا تم نے سچ مچ کے بچھڑے کو مار دیا۔

کرشن۔ یہ کپٹ روپ بچھڑا کنس کا بھیجا ہوا راچھس تھا۔

سری داما۔ (مرے ہوئے راچھس کو لات جڑ کر) کیوں بے راچھس کے بچے؟
گوال ۱۔ (لات جڑ کر) کیوں بے عقل کے کچے؟
گوال ۳۔ (لات جڑ کر) کیوں بے اُدتھی کے اُدست؟
گوال ۴۔ (لات جڑ کر) کیوں بے کنس کے تابوت؟
بلرام۔ اب کیا غبار نکالو۔ جانے دو مُردوں پہ خاک ڈالو۔
گوال ۱۔ واہ ان موذیوں نے تو ہمارے بنسی دھر سانولے موہن کو کھالیا ہوتا میں بال کر یٹا کس کو دکھاتا؟
گوال ۲۔ اور میں کس کی بنسی سُننے آتا۔
گوال ۳۔ اور میں گھر سے ماکھن مشٹان کس کے لئے لاتا۔
گوال ۴۔ اور میں ہردے سے کس کو لگاتا۔
کرشن۔ میں تو چاہتا ہوں کہ ہر طرف پریم ورشا سے آنند کا جل تھل نظر آئے ؎

مری تو کامنا ہے ساری دنیا کا بھلا کر لوں
کوئی لیکن شرارت پر کمر باندھے تو کیا کر لوں

سری داما۔ ٹھیک ہے لوہے کو فولاد بن کر ملنا چاہیئے۔ شاگرد کو استاد بن کر ملنا چاہیئے۔
کرشن۔ دیکھو بھائی تم اکیلے دُکیلے دُور بن میں نہ جایا کرو۔ پاپی کنس تو ہم گوال بالوں کے خون کا پیاسہ ہے۔
گوال ۱۔ واقعی وہ کم بخت گھاس کاٹنے کا گنڈاسہ ہے۔
گوال ۲۔ مکر اور فریب کا پانسہ ہے۔
گوال ۳۔ ہم تو اسی لئے کہیں نہیں جاتے۔ جہاں موہن کی بنسی بلاتی ہے وہیں پریم کی ڈوری کھینچ لے جاتی ہے۔ ؎

جہاں لشپ کنہیا ہوتا ہے وہاں بھنور سا چکر کھاتے ہیں
گوپال تمہاری بنسی کی دُھن سُنکر دوڑے آتے ہیں

کرشن۔ اب چلو۔ ان دشٹوں کو یہیں سڑ جانے دو۔
سری داما۔ کئووں اور چیلوں کو خوب آنند سے دعوت کھانے دو۔
کرشن۔ آج تو دودھ ماکھن پر کہیں گہرے ہاتھ ماریں۔
گوال ۱۔ میں تو کہتا ہوں موہن تم ہمیشہ جیتے رہو۔ اور ہمارے نیتا بنے رہو۔
گوال ۲۔ ان کی رہنمائی میں دودھ ماکھن تو خوب ملتا ہے۔
سری داما۔ یہ موہن کی بنسی کا پرتاپ ہے کہ گوپکاؤں کے من اسکی دُھن میں مست ہو جاتے ہیں اور مٹکوں کا مال ہم اڑاتے ہیں۔
کرشن۔ چلو اب دیر نہ کرو۔

گانا۔ (گوال بالوں کا)

چلو ماکھن کے پیڑے اڑائیں گے۔
اجی ہاں ہاں ہاں۔
اجی ہپ ہپ ہپ۔
چلو مٹکوں کا گورس چرائیں گے۔
اجی ہاں ہاں ہاں۔
اجی چُپ چُپ چُپ۔
چھینکے پہ مٹکا لٹکا ہو۔
دل دودھ دہی میں اٹکا ہو۔
تو پھر چھینکے پہ جھٹکا ہو۔
نہیں کچھ دشمن کا کھٹکا ہو۔

دونوں ہاتھوں سے کھائیں۔ دہی دودھ برسائیں
ایسی ندیاں بہائیں۔ گتے بلیاں نہائیں
چلو ماکھن کے پیڑے اُڑائیں گے
(ناچتے کودتے ہوئے جاتے ہیں)

ایکٹ دوسرا

سین ۲

نظارہ۔ ایک گوپ کا مکان
دکھاؤ۔ مکان خالی ہے۔ ہر طرف
چھینکوں پر دودھ دہی اور ماکھن کے مٹکے
دھرے ہیں۔ سندری گوپکا۔ کرشن بنسی کی
دُھن سنکر دودھ بلوتے آپ بن کو بھاگ گئی
ہے۔ اس حالت میں کرشن اور اسکی پلٹن
چوروں کی طرح دبے پاؤں داخل ہوتی ہے۔

کرشن۔ پہلے سب دوار بند کرد۔
سری داما۔ پھر؟
کرشن۔ پھر اپنا اپنا کام پسند کرو۔
سری داما۔ پھر؟
کرشن۔ پھر ماکھن کھاؤ اور آنند کرو۔
گوال ۱۔ میں تو یہاں ہر کسی کے آنے جانے کی خبرداری کروں گا۔

کرشن۔ اور تم ؟
گوال ۲۔ میں مٹکوں کو پھوڑ کر دودھ کی نہر جاری کروں گا۔
کرشن۔ اور تم ؟
گوال ۳۔ میں ڈنڈ بیل کر ہاضمے کی درستی اور معدے کی تیاری کروں گا۔
کرشن۔ (ایک مٹکے سے ماکھن کا بڑا سا پیڑا نکال کر) لو بھائی آؤ۔
اپنے اپنے حصّے کا لے جاؤ۔
(ماکھن بانٹ کر دینا)
سری داما۔ (کھاکر) بالکل تازہ۔ گوپی بھی ابھی نکال کر گئی ہو گی۔
گوال ۱۔ ہماری قسمت کا تھا کون کھاتا۔
گوال ۲۔ مُہر تو ہماری تقدیر نے لگائی اور کون توڑ جاتا۔
کرشن۔ دوستو۔ خوب ماکھن کھاؤ اور بلوان ہو جاؤ۔
گوال ۲۔ اور خوب دُشٹوں کی کھوپری کا طبلہ بجاؤ۔
بلرام۔ کھاؤ لیکن کسی کے قابو میں نہ آؤ۔
گوال ۳۔ میرا تو پیٹ بھر گیا۔
سری داما۔ ابھی تو سری گنیش آئینہ بھی نہیں ہوئی۔
گوال ۳۔ اور حلق سے نہیں اُترتا۔
سری داما۔ موہن ذرا اپنی مُرلی اس کے حلق سے نیچے اُتارنا۔ (سب ہنستے ہیں)
گوال ۴۔ میں تو بالکل سیر ہو گیا۔
گوال ۵۔ اور میں تو ابھی چھٹانک بھی نہیں ہوا۔
کرشن۔ (اور دے کر) لو تم اور کھاؤ۔ گوپال کے ہوتے ماکھن نے تمہارا
پیٹ نہ بھرا تو میں گوپال کس بات کا۔

اسی مقصد سے میرا اس رشی بھومی پہ آنا ہے
دہی اور دودھ کی اس دیش میں ندیاں بہانا ہے
کھلانا سب کو ماکھن اور پراکرمی بنانا ہے
گئودھن کی ہر اک استھان میں مہماں بڑھانا ہے

سری داما۔ موہن پیارے۔ کیا منہ موڑ رہے ہو۔ میدان جنگ میں ہتھیار چھوڑ رہے ہو۔
کرشن۔ (چھینکے کی طرف اشارہ) وہ جو چھینکے کا مٹکا ہے میرا دل تو اسی میں اٹکا ہے۔ بالکل تازہ ہے۔
سری داما۔ پرنتو اونچا ہے۔
گوال ۱۔ ہاتھ نہ پہنچے تھو کڑوا۔
کرشن۔ ہم کوئی لومڑی تو نہیں کہ دور کے انگور کھٹے بتادیں۔ ہم تو اڑکر آکاش میں تھگلی لگادیں۔
بلرام۔ وہاں ہاتھ کون پہنچائے۔
سری داما۔ ترکیب بتاؤں۔
بلرام۔ بتاؤ۔
سری داما۔ مجھے ایک طرف سے تم اور ایک طرف سے موہن کھینچیں ہے کھینچ کھانچ کر لمبا کردو۔ پھر میرا ہاتھ ضرور پہنچ جائے گا۔
کرشن۔ مسخراپن جانے دو۔ دیکھو ادھر آؤ۔
سری داما۔ یہ لو۔
کرشن۔ تم کمر جھکا کر گھوڑا بنو۔ اس پہ میں سوار ہو کر ہاتھ پہنچالوں گا اور سارا ماکھن چرالوں گا۔
سری داما۔ تو لگام لاؤ۔

کرشن ۔ کس لئے ؟
سری داما ۔ گھوڑے کے مُنھ میں دینے کے لئے ۔
کرشن ۔ کیا ضرورت ۔
سری داما ۔ اور جو بے لگام کا گھوڑا کہیں بگڑ بیٹھا ۔
کرشن ۔ تو میں سُدھار لوں گا ۔
سری داما ۔ (چھینکے کے نیچے جاکر کمر جھکانا) لو آؤ جست لگاؤ اور سوار ہو جاؤ ۔
(سری کرشن پیٹھ پر چڑھ جاتے ہیں)
کرشن ۔ دیکھا ۔ گوپی بڑی چِتر معلوم ہوتی ہے ۔ اصلی اور تازہ مال کہاں جاکر چھپایا ۔
گوال ۱ ۔ اور ہم نے بھی کس چترائی سے چُرایا ۔
کرشن ۔ (بانٹ کر) لو ۔ تھوڑا تھوڑا اس کا بھی مزہ لو ۔
(سب کا کھانا اور گرانا)
سری داما ۔ (ایک دوسرے مٹکے کی طرف اشارہ کرکے) اور جو اس مٹکے میں پڑا ہے ۔ وہ کون کھائے گا ۔
کرشن ۔ ہم ۔

ہم بھی چُتر ہیں ایسے بُو کھینچ لیں گلوں کی
ماکھن کے گاہک ، ہم ہیں اور چھاچھ گوپیوں کی

گوال ۲ ۔ (مٹکے میں ہاتھ نہیں ڈالا جاتا ہے) اس مٹکے میں تو ہاتھ ہی نہیں جاتا ۔
سری داما ۔ ہم لوگوں کے ڈر سے اب ، گوپیوں نے تنگ منھ والے مٹکے رکھ لئے کہ نہ ہاتھ اندر جائے اور نہ کچھ ہاتھ آئے ۔
کرشن ۔ اجی واہ ۔ ماکھن تو ہم نکال لیں پاتال سے ۔
گوال ۱ ۔ بلکہ بال کی کھال سے ۔

گوالے ۔ بلکہ لوہے کے جال سے ۔
کرشن ۔ جب یہ گوپیاں دودھ میں چھپے ہوئے ماکھن کو نکال لیتی ہیں تو ہم
کیا مٹکے میں چھپے ہوئے ماکھن کو بھی نہ نکال سکیں
سری داما ۔ نہ نکال سکو تو پھر تم کو ماکھن چور کہے کون ۔
بلرام ۔ پھر تو کچے چور ٹھہرے ۔
(سری کرشن مٹکے میں ہاتھ ڈالتے ہیں ہاتھ اندر نہیں جاتا)
کرشن ۔ ہاتھ تو واقعی اس میں نہیں جاتا ۔ اچھا بنسی سے سوراخ
کر کے کیوں نہ نکالیں ۔
سری داما ۔ کیا کہنے اس نئی اور نرالی یُگتی کے ۔
گوالے ۔ بلہار جائیں اس بنسی کے ۔ جو دلوں کو بھی چُراتی ہے اور
ماکھن بھی مٹکوں سے چُرالاتی ہے ۔
کرشن ۔ (سوراخ کر کے نکالنا) لو یہی تھا نہ مٹکے کا مال ۔
گوال ۔ اسی کا نام ہے کمال ۔
سری داما ۔ واہ بھائی واہ ۔ چور گھروں میں نقب لگاتے ہیں تم نے
مٹکے میں بھی لگالی ۔ بڑی صفائی سے دولت نکالی ۔ سه

کام ہو نہ یگتی کے بناں ۔ باہوں میں کتنا زور ہو
ثابت ہوا یہ آج سے ۔ تم پورے ماکھن چور ہو

(گھر کی مالکن گوپی کو ٹھے کے راستے اندر آجاتی ہے)
گوپی ۔ ارے گھر میں کون گھسا ۔
سری داما ۔ ارے چور دسا بد آگئے سنبھلو ۔
گوالے ۔ کھایا ہوا اُگلو ۔

کرشن ۔ اور جاتے جاتے مٹکے سب پھوڑ دو ۔

(گوپی آکر کرشن کو پکڑ لیتی ہے)

گوپی ۔ ارے ڈاکو۔ آج ہاتھ آیا۔

کرشن ۔ مجھے کیوں پکڑتی ہو۔ تمہارا ماکھن تو انہوں نے کھایا۔

گوپی ۔ جھوٹے۔ کپٹی۔ اور تمہارے یہ منہ اور کپڑوں پر کس نے گرایا۔

کرشن ۔ انہوں نے مجھے چور بنانے کے لئے یہ سوانگ بنایا۔

گوپی ۔ تم نے گوالوں کے گھروں میں کیا اودھم مچایا۔ جہاں ذرا گھر خالی پایا وہیں چوروں کی پلٹن لے کر گھس آیا۔ ؎

میں آج تو تیرا دو۔ کانوں میں سیس دونگی
اور یہ کپٹ کی تپلی۔ مرلی بھی چھین لوں گی

کرشن ۔ دیکھو۔ اور کچھ بھی میرا کرلو ۔ میں اپنی مرلی کبھی نہ دونگا ۔ ؎

یہ اس کی زبانے میں کرامات ہے ساری
مرلی ہے مدھر میری مجھے جان ہے پیاری
پیاروں کو مرے بن میں ہے سوراگ سناتی
بچھڑوں کو سلاتی یہ ہے گئووں کو بلاتی

گوپی ۔ ارے نٹور۔ چھلئے ۔ دیکھ تو میرے گھر کا کیا بنایا۔ کھایا ۔ پیا۔ اور بچا ہوا دھرتی پر بہایا ۔

کرشن ۔ دیکھو۔ گوپی۔ بھلائی کا کیا یہی بدلہ ہے ان گوال بالوں نے تمہارا ماکھن چرایا میں نے آکر سب سے لوٹایا۔ اور ایک مٹکے میں اکٹھا کرایا۔

گوپی ۔ کون سے مٹکے میں۔

کرشن ۔ (اشارے سے بتا کر) دیکھ لو۔ اس میں جھوٹ ہو تو چور بناؤ۔ تہمت لگاؤ۔

یونہی طیش میں نہ آؤ۔

گوپی۔ (مٹکے کے پاس جاکر) کیا اس مٹکے میں۔

(سارے گھر میں بیس مٹکوں میں سے ایک ہی مٹکا جو
ثابت ہے۔ گوپی اسی کے دھوکہ میں سچ مان جاتی ہے)

کرشن۔ہاں ہاتھ ڈال کر دیکھ لو۔

گوپی۔ دیکھتی ہوں۔ (ہاتھ ڈالنے لگتی ہے)

کرشن۔تم دیکھو اور میں آتا ہوں۔

(سری کرشن جلمہ دے کر منڈلی سمیت بھاگ نکلتے ہیں)

گوپی۔ گیا جلمہ دے کر بھاگ نکلا موہن۔ پیارے موہن میں تو یونہی تیری میٹھی باتوں میں آگئی خبر نہ تھی۔ اس مٹکے کے نیچے کپٹ کا زہر بھرا ہے۔ کیا کروں۔ تجھے کوسوں یا چنچل من کو۔ تیری مدھر بنسی کی دھن میں نہ گھر سونا چھوڑ جاتی نہ تیرا دھوکہ کھاتی۔ پھر میرے گھر کی دھول بھی اڑائی اور آنکھ بھی چرائی۔ ؎

سوچا تھا تجھ کو روک کے رکھوں گی گھر میں آج
دھوکے میں آکے مول گیا اور گیا بیاج
بنسی بھی بیٹھ کر نہ بجائی چلے گئے
میٹھی نہ ایک تان سنائی چلے گئے

گانا

گھر میں مرے نہ بیٹھنے پائے۔ چلے گئے
ماکھن چرانے آئے تھے آئے۔ چلے گئے
کیا جانے ریت پریت کی آئے کہاں سے سیکھ
دل گوپیوں کے چھن میں چرائے۔ چلے گئے

اپنا سمجھ کے دل دیا گھر بار دے دیا
نٹ کھٹ بنے تم ایسے پرائے۔ چلے گئے
جب آئے اپنی بات پہ ایسے نڈر ہوئے
ہٹی ہیں خون دلوں کا بہائے۔ چلے گئے
ہم پیاری پیاری پریم کی باتیں نہ سن سکے
بنسی مُدھر بغل میں دبائے۔ چلے گئے
آنے کی بھی ادا میں ہے کیا سحر سا بھرا
زیبا کے ہوش حواس اڑائے۔ چلے گئے

(جانا)

ایکٹ دوسرا

سین ۳

نظارہ ۔ نند بھون

دکھاؤ ۔ پنڈت تیاگانند آسن پر بیٹھے
ہیں سامنے چوکی رکھی ہے جسیودھا جی بھوجن
تھال میں پروس کر لاتی ہیں ۔

جسیودھا۔ آج ہمارے درگا کا برت تھا۔ اُسی کا پوجن کیا اور آپ کو نمنترن دیا۔
تیاگانند۔ آپ کا کلیان ہوگا۔
جسیودھا۔ آپ چوکے کا بہت وچار کرتے ہیں۔ بھوجن بڑی پوترتائی سے بنایا

کوئی بادھا نہیں آیا۔
تیا گا۔ پوترتائی سے ہی تو برہمن نے اوچیہ پدوی کو پائی۔ پوترتائی ہی سب کرموں میں پردھان ہے اور یہی وید کا فرمان ہے۔
جسیودھا۔ بھوجن پایئے۔

(اندر جانا جسیودھا کا)

تیاگانند۔ (تھال کو اپنی طرف کھینچ کر) ہری اوم ۔

دیاپک تمہیں ہو وِشو میں نربان روپ ہو
داتا ہو سکھ کے گیان کا کلیان روپ ہو

(بھوجن پانے لگتا ہے۔ کرشن بھی پاس آکر بیٹھ جاتے اور اسی تھال میں کھانے لگ جاتے ہیں)

تیاگانند۔ ارے یہ کیا۔ دیوی۔ یہ تو تمہارے بال نے بھوجن بھرشٹ کر دیا۔
کرشن۔ شریان۔ بالک کے ہاتھوں تو کوئی بھی دستو بھرشٹ نہیں ہو سکتی۔ جس کے من کو پاپ نے سپرش نہیں کیا۔ ادھرم کے انجھو نے کبھی جس کے وچار کو کشٹ نہیں دیا وہ بالک تو پوترتا کا اوتار ہوتا ہے۔ انتر یکش جل کی بھوہار ہوتا ہے اسکی اشدھتا بھی ایک پرکار کی پوترتائی ہے کارن کہ اس کے من میں نہ چھل چھند ہے نہ کٹلتائی ہے۔

(جسیودھا اور بھوجن لاتی ہے)

جسیودھا۔ بھگون اور کیا دوں۔
تیاگانند۔ اور کیا دوگی۔ اس بالک نے تو اگلا بھی جوٹھا کر دیا۔
جسیودھا۔ برج بہاری۔ تو بڑا ہی ڈھیٹھ ہے (تیاگانند سے ہاتھ جوڑ کر) مہاراج کیا کہوں۔ ہمارا یہ بالک بڑا ہی فسادی ہے۔ رنگ میں

بھنگ ڈالنے کا تو شروع سے عادی ہے۔ جہاں دیکھو وہیں قند میں
زہر گھول دیتا ہے۔ خواہ مخواہ کلیش مول لیتا ہے۔ ۵
نس نس میں کپٹ بھرا اس کی۔ اور پوری پوری میں چھل ہے
ہے ایک شرارت کا پتلا۔ یہ بڑا ہی نٹ کھٹ چنچل ہے
کرشن۔ کیا تم یہ سچے ہردے سے تہمت لگا رہی ہو۔ یا کیول مکھ
سے ہی یہ شردھا بھاؤ دکھا رہی ہو۔
جودھا۔ چپ کہیں کا۔ (منھ پر دھیرے سے طمانچہ مارنا)
کرشن۔ ماتا۔ اوپر سے تو تم بگڑ رہی ہو۔ اندر سے جی چاہتا ہے کہ ابھی اپنے
شیام مراری بنواری کو گودی میں اٹھا کر چوم لے۔ کہو۔ کیا جھوٹ کہا۔
جودھا۔ (چوم کر) بالکل سچ کہا۔ (تیاگانند سے) مہاراج۔ اس بھوجن کو جانے
دو۔ اور لاتی ہوں۔ (کرشن سے) چل موہن۔ اندر چل۔
(کرشن کو ساتھ لے کر جانا)
تیاگانند۔ ہرے رام۔ کسی کا چھوا ہوا بھوجن۔ برہمنو کا ایمان ہے۔
اور یہی وید کا فرمان ہے۔
(جودھا کا اور تھال لگا کر لانا۔ اور جل سے چوکی کو دھو دینا)
جودھا۔ بھگون۔ بالک ہے بالک کی باتوں پر نہ جانا۔ (تھال رکھ کر جانا)
کرشن۔ (دوسرے دوار سے جھانک کر خود بخود)۔ اور قسم ہے میرے بغیر نہ کھانا۔
تیاگانند۔ ہری اوم تت ست برہم۔ ۵
برہما مہیش شیش پر بھوا لیش ہو تمہیں
سرشٹی کے رکھشن ہار ہو جگدیش ہو تمہیں
(بھوجن پانے لگتا ہے سری کرشن پھر آن کر بیٹھ جاتے اور کھاتے ہیں)

تیاگانند۔ پھر شامت آئی ہے۔ لڑکے تو بڑا ہی انیائی ہے۔
کرشن۔ مہاراج۔ اس انیائے کی ریتی آپ نے ہی تو مجھے سکھائی ہے۔ آپ ایسے
آوچیہ اور وشال گیان کے گیاتا ہو کر دل کو اتنا چھوٹا بناتے ہیں دھوئے دھائے
ہاتھ لگانے سے کہیں بھوجن بھرشٹ ہو جاتے ہیں۔ اور جو تم کہو نیچ گوالا ہوں تو
گوالوں کے ہاتھ کا جو ٹھا دودھ آپ خود پیتے اور ٹھاکر پر چڑھاتے ہیں۔ اور جو
پوچھو جوٹھا کیسے۔ دوہنے سے پہلے تھنوں کو بچھڑے منہ لگاتے ہیں۔ سو
اور گیان کی درشٹی سے دیکھو۔ ہر چیز میں میلا ہوتا ہے
جس پشپ کو شدھ بتلاتے ہو وہ بھنور کا جوٹھا ہوتا ہے
شدھ کہتے ہیں گنگا جل کو۔ وہ مین کا جوٹھا پانی ہے
من شدھ ہے تو سب کچھ شدھ ہے من ہی اپنا گیانی ہے
تیاگانند۔ بالک کیا ہے بڑا ہی گیانی ہے۔
جودھا۔ (اور بھوجن لاکر) تو پھر یہاں موجود۔
(کرشن کا اُٹھ جانا)
اس نے پھر بگاڑ دیا۔
تیاگانند۔ بالک ہے جانے دو۔
جودھا۔ کاہنا۔ تم باز نہیں آتے۔
کرشن۔ ماتا۔ میرذرا بھر دوش نہیں۔
جودھا۔ کس کا ہے۔
کرشن۔ انہیں پنڈت جی کا۔ یہ زبردستی کھینچکر پاس بٹھاتے ہیں
پہلے بلاتے ہیں۔ پھر شاکی بن جاتے ہیں۔ سو
جب مقناطیس پڑا ہوگا اور سنمکھ لوہا آئے گا

تب یہ تو بات سو بھاوک ہے لوہا ضرور کھنچ جائے گا

جب نام یہ میرا لیتے ہیں تب پریم سے دل بھر جاتا ہے
کچھ بات نہیں میرے بس کی سب کچھ یہ پریم کراتا ہے

تیاگا نند۔ (گیان سے ہردے کے چکشو کھل جاتے ہیں) اجودھیا۔ مجھے پرتیت ہوتا ہے۔ یہ تمہارا نٹ کھٹ بالک کوئی سادھارن ونش نہیں پار برہم کا اوتار ہے۔ ویدوں کا بتایا ہوا نراکار ہے۔ ؎

ہردے کی آنکھ کھل گئی اور گیان ہو گیا
پُرشارتھ کے بغیر ہی نربان ہو گیا
بنسی سے دے رہا ہے یہ سندیش پریم کا
پرتکش شیام روپ میں بھگوان ہو گیا

(ہاتھ جوڑ کر) یدو کل دیپک۔ نند نندن۔ کمل دل لوچن۔ آج ہردے شدھ ہونے سے مجھے سب کچھ ہی شدھ نظر آنے لگا ہے۔ پریم کے اپار ساگر میں ڈوب جانے لگا۔ آنکھوں کے آگے نش کپٹ بھگتی کا سمندر لہرانے لگا۔ ؎

یہ بھید بھاؤ دنیا کا اگیان سے ہوا
پیدا ہر ایک دانہ یہ بھگوان سے ہوا
چھوٹے بڑے یہ لاڈلے بیٹے اسی کے ہیں
چھوٹا بڑا انش کے ابھیمان سے ہوا

(چرنوں پر گرنا)
(اوستتی کرنا کرشن کی)

گانا

تو ہے برہم پرماتما بنسی والے

نہیں آتما سے جدا بنسی والے
ہری جن کا دل ڈھونڈتا ہے تجھی کو
تو ہے درد دل کی دوا بنسی والے
مدھوبن کی بالشت بھر بانسری سے
زمانے کو بس میں کیا بنسی والے
مٹانے کو بھارت سے جور ستم گر
جگت میں تو پرگٹ ہوا بنسی والے
بڑے پریم سے اپنے بھگتوں کی خاطر
ہے تو کیا سے کیا بن گیا بنسی والے
تو ہے برہم پرماتما۔

(پردہ گرایا جاتا ہے)

ایکٹ دوسرا

سین ۴

نظارہ۔ نند بھون کا دوسرا حصّہ
دکھاؤ۔ (سری کرشن کا داخل ہونا)

کرشن۔ برہمن نے پریم سے ادھیر ہو کر شانتی اور دھیرج کو ہاتھ سے دے دیا
ماتا جودھا کے دو چار دن ہیں بھی پر پورتن کیا۔ اس سے کاج کو اکاج
ہونے کا ڈر ہے۔ اس لئے اپنی مایہ سے گئی گذری بات کو فسانہ

بنا دیتا ہوں۔ سب کچھ ہی بھلا دیتا ہوں۔ (جانا)

(جودھا کے ساتھ گوپیوں کا پرویش)

گوپی ۱۔ تم کہتی ہو۔ ہمارا لال تو کسی کے ہاں نہیں جاتا۔ ذرا جا کر تو دیکھو اور کون آ کر ماکھن چراتا۔

دوسری۔ کوئی دوسرا چور زر زیور کو ہاتھ لگاتا۔ دودھ دہی کے مٹکوں میں کیا لینے جاتا۔ ؎

یہ تو بڑھے ہیں حوصلے کچھ زور پہ منھ زور کے
ہیں یہ تو سب کرتوت اُس تیرے ہی ماکھن چور کے

تیسری۔ میرا تو دودھ دہی کا ایک بھی مٹکا باقی نہیں چھوڑا۔

چوتھی۔ اور میرا ہی کون سا برتن تھا جو نہیں توڑا۔

پانچویں۔ پھر آپ ہی اکیلا نہیں کھاتا ہے۔ دوسروں کو بھی کھلاتا ہے۔

پہلی۔ کھلانے کا تو ڈر نہیں۔ لٹاتا ہے۔

دوسری۔ وہ آپ پیٹ بھر کھائے تو ہم کو بھی صبر آجائے۔ ؎

پانی ماکھن پہ پھیر دیتا ہے
اور دہی کو بکھیر دیتا ہے
مُفت میں میرا دودھ جاتا ہے
کچھ گراتا ہے کچھ لٹاتا ہے

جودھا۔ (کرشن کو بلا کر)۔ ارے کاہنا۔

(سری کرشن کا پرویش)

کرشن۔ کیوں میا۔

جودھا۔ ارے بے حیا۔ تو کہے تو لاج کو ان روز کے اُلاہنوں سے بچاؤں

اور گوکل کو تیاگ کر چلی جاؤں کہیں بن میں جھونپڑا بناؤں۔

کرشن۔ کیوں۔

جودھا۔ تو کیوں ان کے گھروں میں جاتا ہے۔ کیوں ان کا ماکھن کھاتا ہے تیرے گھر میں تو اتنا ہے کہ زمانہ مانگ کر لیجاتا ہے۔ کس چیز کا گھاٹا ہے۔

کرشن۔ میا۔ انہوں نے ناحق تیرا مغز آن کر چاٹا ہے۔ یہ آپ ہی تو مجھے گھر میں پکڑ کر لے جاتی ہیں۔ سو سو طرح کے ناچ نچاتی ہیں۔ کبھی کہتی ہیں بنسی بجاؤ، کبھی کہتی ہیں میٹھی باتیں سناؤ۔ کبھی کہتی ہیں مسکرا کر دکھاؤ پھر ان کی چترائی دیکھو۔ اُلٹا اُلاہنے کو آتی ہیں۔

پہلی۔ چھپا کر رکھنے کا بھی کہاں موقع دیتا ہے۔

دوسری۔ چھینکے پر رکھیں۔ وہاں سے بھی اُتار لیتا ہے۔

کرشن۔ میا۔ دیکھو تو چھوٹے آدمی بھی کیا کیا شیخی بگھار سکتے ہیں بھلا یہ میرے ننھے اور کومل ہاتھ بھی کیا چھینکے سے مٹکا اتار سکتے ہیں۔

جودھا۔ (ہاتھ چوم کر) کبھی نہیں۔

کرشن۔ (دوسری گوپی کی طرف اشارہ کر کے) اور یہ جو بڑھ بڑھ کر باتیں بناتی ہے۔ مجھے باندھ کر گھر میں لے جاتی ہے۔ میرا منہ چومتی اور گالوں پر بڑے پریم سے یوں تھپڑ لگاتی ہے۔

دوسری۔ اچھا کل تو نے میرے مٹکے میں کیوں ہاتھ ڈالا؟

کرشن۔ ہاں ڈالا۔

دوسری۔ کیوں؟

کرشن۔ غلطی سے میں نے سمجھا یہ میرا گھر ہے اس لئے اپنے مٹکے میں ہاتھ ڈالا اور ماکھن بھی نکالا۔

جودھا۔ بیٹا یہ کہتی ہونگی جودھا نند لال کو گھر میں کھانے کو نہیں دیتی اس لئے
دوسروں کے گھر ڈاکے مارتا ہے چھینکوں سے مٹکے اتارتا ہے۔ ؎
گھر میں کیا چیز نہیں رکھی۔ چوری جو تم کو بھاتی ہے
تم ماکھن چور کہاتے ہو تو مجھ کو لجّا آتی ہے
کرشن۔ میا۔ کس کا اُلاہنا ہے۔ یہ تو صرف بہانہ ہے۔ گلی کوچہ سے
تو زبردستی گھر لے جاتی ہیں۔ جب میں نہ جاؤں تو الاہنے کے بہانہ
سے مجھے یہاں گھر میں دیکھ جاتی ہیں۔ ؎
ہے مطلب تو یہاں آنا یہاں آکر چڑانا ہے
یہ تہمت کا لگانا تو فقط ان کا بہانا ہے
جودھا۔ تم جھوٹا کلنک لگاتی ہو۔ میرا شیام سُندر ایسا نہیں۔ ناحق
اس کو ستاتی ہو۔ (جانا)
گوپیاں۔ اچھا ہم ہی کہیں اور جا بسیں گی۔
(جانا۔ جاتے ہوئے پریم بھری نگاہوں سے
گھُور گھُور کر کرشن کو دیکھتے جانا)
کرشن۔ جاؤ۔ آئیں بڑے بھاری اُلاہنے لے کر۔
(سری داما اور گوال بالوں کا آنا)
سری داما۔ برج بہاری۔ آج تو نہ تم نے صورت دکھائی نہ ہیں نے
کہیں ماکھن کے لئے نقب لگائی۔
کرشن۔ تو چلو کہیں ڈاکہ ماریں۔ چھینکوں سے مٹکے اُتاریں۔
گوال۔ ہم لوگوں کے گھر کا بہت کھایا۔ آج اپنے گھر کا ماکھن کھلاؤ۔
کرشن۔ جتنا جی چاہے کھاؤ۔ (آواز) فلاٹ کا پھٹا۔

ایکٹ دوسرا

سین - ۵

نظارہ - مکان کا پچھلا بھاگ
دکھاؤ - ہر طرف دودھ - دہی اور
ماکھن کے مٹکے لٹک رہے ہیں)

کرشن - دیکھو وہ ماکھن کا مٹکا ہے -
سری داما - یہ تو تمہارا اپنا گھر ہے کس کا کھٹکا ہے -
کرشن - سب جا کر وہ اوکھل اُٹھا لاؤ -
سری داما - وہ اوپر ہاتھ پہنچانے کا بڑا اچھا ہتھیار ہے -
(سب اوکھل کو لڑھکا کر لاتے ہیں)
لو آج یہ نیا گھوڑا تیار ہے -
کرشن - (اوکھل پر چڑھ کر بھی ہاتھ نہیں جاتا) - بہت اونچا ہے -
سری داما - تمہاری مُرلی کس مرض کی دوا ہے -
(سری کرشن مُرلی سے مٹکے کو گرا دیتے
ہیں دھڑام کی آواز سے جودھا آجاتی
ہے گوال بال بھاگ جاتے ہیں -)
جودھا - ٹھہر بے شرم - آج تیری ساری چوری کھل گئی - تو اوش ہی گوپیوں کو
ستاتا ہوگا - اسی طرح ان کے بھی مٹکے گراتا ہوگا -

کرشن ۔میا۔
جودھا۔ ایک نہ سُنوں گی۔ آج تو کپاس کی طرح دُھنوں گی۔
(ایک رسّی جو قریب ہی پڑی ہے اٹھاتی ہے)
اس رسّی سے باندھ کر جاؤں گی۔ روز کے اُلاہنے نہ سنوں گی نہ سناؤں گی۔
(باندھتی ہے رسّی سے سری کرشن کو
رسّی چھوٹی ہو جاتی ہے)
دوسری لاتی ہوں۔
(رسّی لینے کو جاتی ہے)
کرشن ۔تم رسّیوں کی تلاش کرو میں یہاں بیٹھا بانسری بجاتا ہوں۔
(اوکھل پر بیٹھ کر آنند سے مُرلی بجانا)
جودھا۔(دوسری رسّی لاکر)۔ دیکھ تو کس طرح چپتر چور کو۔ سینہ زور کو باندھتی ہوں۔
(باندھتی ہے۔ وہ رسّی بھی چھوٹی ہو جاتی ہے)
ٹھہر۔ اور لاتی ہوں۔
(دوسری رسّی لینے کو جاتی ہے)
کرشن ۔میا۔ تو کہاں تک رسّیاں لائیگی۔ یہاں ایک بھی کام نہ آئے گی۔
(تیسری رسی لانا جودھا کا)
جودھا۔(باندھنے لگتی ہے وہ بھی چھوٹی ہو جاتی ہے) کیا کروں۔ اس ڈھیٹھ کے باندھنے کو کوئی رسّی بھی آگے نہیں آتی۔
کرشن ۔میا۔ کوئی لمبی چوڑی نہیں لاتی۔

جودھا۔ دیکھ اب کے بڑی رسی لاتی ہوں۔ تجھے مٹکوں کا گرانا سکھاتی ہوں۔

(اور رسی لینے کو جانا)

کرشن۔ میا۔ تھک جائے گی۔ اب اس کا دل نہیں دکھانا چاہیے۔ اب کے بندھ جانا چاہیئے۔

یوں تو دینا ناتھ ہوں دینوں کا لیکن دین ہوں
کیا چلے شکتی کا بس بھگتی کے ہیں آدھین ہوں

(جودھا اور رسّی لاتی ہے)

جودھا۔ اب کے دیکھوں کیسے نہیں بندھے گا۔

کرشن۔ میا۔ میں بندھ تو جاؤں گا۔ پرنتو میری بنسی کون بجائے گا۔

جودھا۔ تیری بنسی اور تجھے دونوں کو جکڑتی ہوں۔

(اوکھل سے باندھ دینا سری کرشن کو)

اب دیکھوں کن پیروں سے چل کر جائے گا۔ کن ہاتھوں سے گوپیوں کے مٹکے گرائے گا۔

(دو پڑوسنوں کا پرویش)

گوپی۔ جودھا۔ یہ ننھے ننھے سے ہاتھ پیر باندھتے تیرے من میں دیا نہ آئی۔ گلاب کی پنکھڑی کانٹوں پہ بچھائی۔

جودھا۔ تمہارے روز کے اُلاہنوں سے تو چھوٹ جاؤں گی۔

گوپی۔ ہمارے پیارے مُکٹ بہاری کو چھوڑ دے ہم پھر کبھی اُلاہنا دینے نہ آئیں گی۔ اس کو کبھی کوئی دوش نہیں لگائیں گی۔

پھول کو اس طرح مٹی میں ملا دیتے ہیں
کیا کہیں بال کو ایسی بھی سزا دیتے ہیں

جودھا۔ کسی کی ایک نہ مانوں گی۔ (جانا)
گوپی۔ ہمارے شیام مراری۔ اب کیسے بجے گی بنسری تمہاری۔؟
(جانا دونوں کا)
بلرام۔ (آکر) ماتا نے کس بھید ردی سے موہن کو باندھا۔ اس پار برہم کو نہ پہچانا۔ اس کے بھید کو نہ جانا۔ ؎

جو نش کے لئے کھیل کرتے ہیں
پریم وش یہ کلیل کرتے ہیں
ہوہ وش جو انہیں نش مانے
ان کی لیلا کا بھید کیا جانے

کرشن۔ بھیا۔ چنتاوت نہ ہونا۔ میں تو ہوں سارے گوکل کا کھلونا۔ ؎

کوئی باندھ لے مارے یا بچالے
کنہیا تو ہے پریمیوں کے حوالے

بلرام۔ ہیا سے کہتا ہوں۔ (جانا)
کرشن۔ پرنتو۔ مجھے آج اپنے بھگتوں کا وچار کرنا ہے۔ ناروہنی کے شاپ سے آنولے کے ورکش بنے ہوئے کبیر کے دونوں بیٹوں نل کبیر اور من گریو کا اودھار کرنا ہے اسی لئے ہاتھ پیر بندھوائے کہ ان کے شاپ کا موچن ہو جائے۔
(اوکھل کو گھسیٹتے ہوئے آنولے کے دونوں درختوں کے بیچ میں لے جانا)

؎ دھرم ورشٹی سے نہیں رہتی غلاظت پاپ کی
کاٹتا ہوں آج میں گردن سے پھانسی شاپ کی

(اوکھل کے جھٹکے سے دونوں درختوں کو جڑ سے
گرا دینا۔ نل کبیر اور من گریو کا پرگٹ ہونا

درخت ٹرانسفر ہو کر)

دونو۔ مُرلی دھر گوپال تمہاری جے ہو۔ جودھا کے لال تمہاری جے ہو۔ سے

کنول نیتر کٹ پیتا مبر ادھر مُرلی گری دھرم
پیت دستر گرہ رواہن نت سکھ ساگرم

نل کُبیر۔ یدو بیر۔ ہم سے بڑا اپرادھ ہوا۔ ننگے استریوں سمیت گنگا میں نہا رہے تھے۔ اتفاق سے کہیں منی نارد آرہے تھے ہم نے دھن وبھو کے نشے میں کچھ وچار نہ کیا۔ ان کا آدر ستکار نہ کیا۔ سے

اٹھایا سر مگر ابھیمان نے نیچا دکھایا ہے
بس اتنا دوش تھا جس سے یہ اتنا کشٹ پایا ہے

کرشن۔ ابھیمان ہی سرد دکاروں کا مول ہے۔ جو اس پہ پھولے اس کی بھول ہے۔ سے

آنا نہ اب غرور میں کرنا نہ اب گھمنڈ
ہوتا ہے سر غرور کا دنیا میں کھنڈ کھنڈ
نرداردہ ہے جس کو نہیں سرکشی پسند
سر جیسے پھل کی شاخ کا ہوتا نہیں بلند

پٹاخے کی آواز

(دونوں کا ادھار۔ آکاش مارگ میں چلے جانا)

——پردہ——

ایکٹ دوسرا

سین-۶

نظارہ — پن گھٹ

دکھاؤ۔ رادھا۔ للتا اور سکھیوں کا گاگریں سر پہ اُٹھائے ہوئے جل بھرنے کو آنا۔

گانا

رادھا- البیلی چلو دھیرے کمریا لچکائے نہ۔
بل کھائے نہ۔
کڑک جائے نہ۔
کہیں ننھا سا جیارا گھبرائے نہ۔

سب- البیلی چلو۔

للتا- کہیں نٹ کھٹ سانورِ یادہ آئے نہ۔
شرمائے نہ۔
ترسائے نہ۔
کہیں نینوں سے نیناں لڑائے نہ۔

سب- البیلی چلو۔
ہے بڑا ڈھیٹھ وہ کاہنا۔
نٹور ناگر مستانہ۔

شیاما۔ بات جھوٹی نہ جان۔ بھنویں دونوں کمان
تیکھی چیتون کے بان۔ مارے تان تان تان
رادھا۔ کہیں موری گگر یا گرائے نہ ۔
سب۔ البیلی چلو۔
للتا۔ ورش بھانو کماری۔ تو کبھی گھر سے باہر نہیں آئی۔ تو نے اس شیام بہاری مکٹ دھاری۔ کرشن مراری کی صورت نہیں دیکھ پائی۔
رادھا۔ دیکھا نہیں۔ سُنا ہے۔ وہ ماکھن چور ہی نہیں چت چور بھی ہے۔
للتا۔ ہاں ہاں ٹھیک سُنا۔ چت تو ایسے چراتا ہے جیسے کوئی مداری نظر بندی کر کے پیالی سے گولیاں اُڑا لے جاتا ہے۔ سو

ہلت رنگ سب بانگی پر تھم بانگ من لے
گھیر گھیر من راکھ لے پھیر پھیر نہیں دے
سجل نین واکے نرکھ چلت پریم سر چھوٹ
لوک لاج اور شرم سب جات ہاتھ سے چھوٹ

سکھی۔ بانکا اور سجل ہے۔
دوسری۔ بڑا ہی چتر اور چنچل ہے۔
للتا۔ رادھا رانی۔ دیکھو سامنے وہی بیٹھا بنسی بجا رہا ہے۔

گانا۔ (شیاما کا)

سُن بانسری میں موہن کیا گیت گا رہا ہے
دل کش دھونی کا گویا دریا بہا رہا ہے
کیسا بکھیرتا ہے امرت مدھر رسیلا

امرت سے بانسری کے مُردے جلا رہا ہے
موہن جگا رہا ہے مدہوش گھاٹیوں کو
سوئے ہوئے بنوں کی نیندیں اُڑا رہا ہے
پھولوں پہ ناچتی ہے اک موج کامنا کی
پھولوں سے لب ہیں جن سے بنسی بجا رہا ہے
دل پریمیوں کے اپنا پھیلا رہے ہیں دامن
گیان اور پریم کے وہ موتی لٹا رہا ہے
مُردہ دلی کے دل میں پریمی کی آتما میں
پریم اگن سے کنہیا لو کے لگا رہا ہے
سینے سے دل نکل کر جاتا ہے بانسری میں
کیسی مدھر سُریلی تانیں اُڑا رہا ہے
سُن بانسری میں موہن۔

(کرشن کا آگے سے آکر مارگ)

کرشن۔ دیکھو جب تک ہیرا کر نہیں چکاؤ گی جل نہیں بھرنے دوں گا۔

للتا۔ تم کیا پن گھٹ کے کوئی ٹھیکیدار ہو۔

کرشن۔ او ہو تم تو بڑی طرار ہو۔ ~

کہیں جاتے ہوئے کا بھی میں دامن تھام لیتا ہوں
یہی مُرلی سُنانے کا میں اس سے دام لیتا ہوں

رادھا۔ (سوگت) ۔ آہا۔ میٹھے وچن امرت کی کھان۔ اُن پر سندر سہکان۔ پھر یہ من کو بیدھنے والے نین بان۔ ایسے من موہن کو کون نہ دے دے گا اپنے پران۔ ~

جان بچانا ہے کٹھن کون جیت کر جائے
ان نینوں کے بان کی چوٹ پڑے مر جائے
چوٹ بان کی جو پڑے سہہ جائے بلوان
یہ انیارے نین تو بیدھیں انتر پران

کرشن۔ آج تمہارے ساتھ یہ نئی سکھی کون ہے۔
للتا۔ ورش بھانو دلاری۔ رادھا پیاری۔
کرشن۔ (بجود) یہ بھولی بالا کیا جانے۔ یہی رادھا تو لکشمی کی اوتار ہے
میری پران آدھار ہے۔ آج ما یہ وش بجھے نہیں پہچانتی ہے
کیوں نندکنور ہی جانتی ہے۔ (بظاہر) یہ نئی سکھی کیوں شرماتی ہے
آنکھیں اوپر کیوں نہیں اٹھاتی ہے۔؟
للتا۔ یہ - - - - - - - - - - - - - - - - - -

وہ کاہی بھی بڑے سیانے ہو۔ سے
یہ پہلی بار آئی ہے کہیں سب کچھ نہ کھو جائے
یہ ڈرتی ہے کہیں تیر دل سے دل زخمی نہ ہو جائے

کرشن۔ یہاں تو مرلی دھر ہے کوئی دھنش دھاری نہیں اور پھر
کوئی سنگرام جاری نہیں۔
للتا۔ سو ہم ہم تم سے نہیں بولیں گی۔
کرشن۔ قصور۔
للتا۔ تمہارے نٹ کھٹ سو بھاؤ کا فتور۔
کرشن۔ ضرور۔
للتا۔ تم تو برج کی بھولی بھالی بالاؤں کے چت چُراتے ہو۔ بھلا یہ تو

بتاؤ مارگ روک کر کیوں بیٹھ جاتے ہو۔
کرشن۔ میں تو نہ کسی کو ٹوکتا ہوں۔ نہ کسی کا مارگ روکتا ہوں تم کہتی پھرو
لوگوں کے دل چراتا ہوں۔ مجھے تو یقین ہے کہ میں تو بیٹھا مزے سے
اپنی بانسری بجاتا ہوں۔ ؎

یہ عادت ہے کسی کے گھر نہ آتا ہوں نہ جاتا ہوں
یہاں مرلی بجاتا ہوں وہاں گئوویں چراتا ہوں
نہ آتا ہے کوئی جادو نہ کوئی چال آتی ہے
اگر دل بھی چراتی ہے تو یہ بنسی چراتی ہے

للتا۔ جب تو تمہاری بنسی کسی کو چین سے گھر نہیں بیٹھنے دیتی اسکو منہ لگاتا ہی
کیوں نہیں چھوڑ دیتے۔ اس بس کی جڑ کو بجانا ہی کیوں نہیں چھوڑ دیتے؟
کرشن۔ (ہنسا) ہاہاہا۔ بے شک چھوڑ دوں۔ آج ہی چھوڑ دوں۔ ابھی
چھوڑ دوں۔ پر یہ تو کیا کروں۔ ؎

سینہ ٹوٹ جائے یہ پھر جوڑتی ہے
نہ چھٹتی ہے منہ سے نہ منہ موڑتی ہے
بڑا یتن کرتا بہت چھوڑتا ہوں
مگر مجھ کو بنسی نہیں چھوڑتی ہے

للتا۔ میرا چیت چرایا وہ تو لوٹا دو۔
کرشن۔ واہ ساہو کو چور ٹھہرایا۔ خوب بنایا۔ میرے پاس دل
کہاں۔ لو یہ پیتمبر خالی۔ (پیتمبر جھاڑ کر دکھانا)۔ لو یہ بنسری خالی
(ہاتھ پہ ٹھونک کر دکھانا) لو یہ دونوں ہاتھ خالی۔ (بانسری کمر میں
ٹھونس خالی ہاتھ دکھانا) ؎

میں بھی دل کیا کوئی مٹکے میں چھپا رکھتا ہوں
یہ بھی ماکھن تو نہیں ہے جو لُکا رکھتا ہوں
کیا خبر مجھ کو کہ دل کیسے لیا کرتے ہیں
دینے والے بھی ہیں بھولے جو دیا کرتے ہیں

للتا۔ ۵ تم بھی نٹ کھٹ ہو ہر اک ٹیڑھی ادا رکھتے ہو
کیا عجب ہے کہ جو مُرلی میں چھپا رکھتے ہو
پہلے تم یتن کیا کرتے ہو لیں چوری سے
دینے والا جو نہ دے لیتے ہو برجوری سے

کرشن۔ مُرلی ایک بار دکھا دی۔ لو تم آپ دیکھ لو۔
للتا۔ یوں نہیں بجا کر دکھاؤ۔ ہوگا تو سانس سے نکل آئے گا۔
کرشن۔ اچھا میں بجاتا ہوں۔ تم گاؤ۔

(بیچ میں کھڑے ہوئے سری کرشن کا بنسری بجانا۔ اردگرد
گھیرا ڈال کر گوپیوں کا ناچنا اور گانا)

گانا

اکھیاں موہن کی پیاسی۔
اکھیاں موہن کی۔
مُرلی کی دُھن سُن کر آئیں دوڑ دوڑ برجباسی
اکھیاں موہن کی پیاسی۔
چھا گھر گھر بن بن ڈولیں بالا پھریں اُداسی
اکھیاں موہن کی پیاسی۔

گوال بال سنگ راس رچائے نندکنور سکھ راسی
اکھیاں موہن کی پیاسی۔
جیوں پتنگ دیپک پر آئے پڑے پریم کی پھانسی
اکھیاں موہن کی پیاسی۔
بن درشن تڑپت من ایسے جیسے بن جل پیاسی
اکھیاں موہن کی پیاسی۔
(راس ہلاس میں بڑی چترائی سے جاتے جاتے موہن اپنا پتیمبر
رادھا کے دوپٹے سے بدل لیتے ہیں)
(پردہ گرتا ہے)

ایکٹ دوسرا

سین۔ ۷

نظارہ۔ گوبردھن پربت
دکھاؤ۔ گوبید دیگیہ۔یگیہ کا سب سامان
موجود ہے۔ سری کرشن۔ بلرام۔ سری داما اور گوپیوں
اور گئوؤں کا موجود ہونا۔
گئو پوجن

گانا۔(سب گوالوں کا)

اگر سورگ دھرتی پہ ہے تم کو لانا تم اپنا گئو دھن بڑھانا بڑھانا

یہی دھام اور دھن کا ہے دینے والا
یہی دھرم اُدویش ہے سب سے اعلےٰ
اسی دھن کو جس نے جگت میں سنبھالا
اسی کی ہے سیوا کو سارا زمانہ
اگر سورگ دھرتی پہ ہے تم کو لانا　　تو اپنا گئو دھن بڑھانا بڑھانا
اسی دھن سے ہوتے ہیں بلوان سارے
اسی دھن سے ہوتے ہیں ودوان سارے
اسی دھن سے بنتے ہیں مشٹان سارے
ہے سارے دھنوں کا یہی اک خزانہ
اگر سورگ دھرتی پر ہے تم کو لانا　　تو اپنا گئو دھن بڑھانا بڑھانا
اسی دھن سے کھلتی بہاریں ہیں ساری
ہیں چشمے اسی دھن سے امرت کے جاری
ہے کھیتوں میں کرتا یہی آبیاری
اُپجتا اسی دھن سے ہے دانہ دانہ
اگر سورگ دھرتی پر ہے تم کو لانا　　تو اپنا گئو دھن بڑھانا بڑھانا

(جودھا جی اور دو ایک گوپیوں
کا داخل ہونا)

جودھا۔ کاہنا۔ برجباسیوں سے یہ کیا الٹے کام کرواتی ہو کہیں کسی کا جوٹھا کھاتے ہو۔ کہیں کسی کو اپنا جوٹھا کھلاتے ہو۔ کہیں دودھ دہی کے مٹکے گراتے ہو۔ کہیں پن گھٹ پر اودھم مچاتے ہو۔ کہیں دیتوں سے بھڑ جاتے ہو۔

کرشن ۔میا۔ دودھ ماکھن کھاکر دیتوں کو بھی نہ پچھاڑا تو سمجھو وِرتھا ہی
بن باسیوں کا دھن بگاڑا۔ ؎
ابھی کھائے ہوئے ماکھن کی تو لیلاد کھانی ہے
نہ جانے ان کے بل پر ہم نے کیا کیا دل ہیں ٹھانی ہے
دہی اور دودھ ہی پر کاش ہیں من اور بدھی کا
یہی سادھن ہیں ردھی کا یہی ہیں مول سدھی کا
جودھا ۔ یہ کیا اُلٹی ریت چلادی۔ ہر سال برج میں اندر دیوتا کا پوجن ہوتا رہا
اور اندر بھی پر جاؤں پر پرسن ہوتا رہا۔ تم نے اسکی پوجا ہٹا کر گئو دھن
کی پوجا کا رواج چلادیا۔ پراچین پرتھا کو مٹا دیا۔
کرشن ۔ گئو دھن کی پوجا بھی تو پراچین پرتھا ہے ۔ تم جانتی ہو پراچین
بھارت درش کا گومیدھ یگیہ کیا ہے ۔ ؎
یہی وہ یگیہ تھا جس میں گئو کو مان دیتے تھے
اسی کے ارتھ دھن اور روپیہ کا سب دان دیتے تھے
گئو کی بھی یہ کرپا تھی گل مقصود کھلتا تھا
نشان دش کال اور روگوں کا بھارت میں ہلتا تھا
جودھا ۔ گئو رکھشا بھی تو گئو پوجن ہے ۔ اس دھرم میں تو برج
بھلی پرکار سے سمپن ہے ۔ ؎
جتنے بھی یہاں گوپ ہیں گئو پال ہیں سارے
اس دھن سے ہی آسودہ ہیں خوشحال ہیں سارے
کرشن ۔ تو سب دھرموں تپیاؤں اور پوجنوں میں گئو دھن کا پوجن ہی
سریشٹھ ہے۔ اسی لئے سوکھشم درشی۔ دور درشی تتو درشی ویدک

دشیوں نے گومیدھ یگیہ کی پرتھا چلائی۔
جودھا۔ تم نے اس میں کیا نئی بات بنائی۔
کرشن۔ میں نے تو کیول اس پوجن کی پرا ییں بدھی بتائی تا کہ ہم یہ پوجن کرکے ہر سال گئوؤں کو بڑھائیں۔ گنتی میں بڑھائیں۔ بل میں بڑھائیں قد و قامت میں بڑھائیں اور ادھک سے ادھک دودھ پران کو لے آئیں۔
جودھا۔ یہی گئو دھن پوجا کا ارتھ ہے۔
کرشن۔ ہاں۔ او تم سے اُو تم دودھ لینے کے لئے گئوؤں کو دیوتاؤں سے ادھک مان دلانا۔ اچھے سے اچھا گھی دودھ اوپتن کرنے کے لئے اُن کو آسانی بہم پہنچانا۔ نروگ۔ چرآیو۔ اور بدھی کو بڑھانے والے دودھ کے لئے گئوؤں کو عمدہ بھوجن کرانا۔ دھن دھانیہ کو بڑھانے کیلئے گئو کے بچھڑوں کو رشٹ پشٹ بنانا اس پوجن کا یہی ارتھ ہے۔
جودھا۔ اور کچھ۔
کرشن۔ اور گئوؤں کے چرنے پھرنے کے لئے گوبردھن پربت جیسا رنیہ استھان ہو۔ گئوؤں سے گوپوں کا اور گوپوں سے ساری سرشٹی کا کلیان ہو ۔
تا کہ لہرائیں رشی بھومی پہ دریا دودھ کے
اور ہوں بالک جواں اور وردھ شیدا دودھ کے
رہنے سہنے کے لئے گئوؤں کو کچھ گھاٹا نہ ہو
ہو نہ گھی کمیاب اور مہنگا کبھی آٹا نہ ہو
سری داما۔ پھر تو وہ مہاں اوتم استھان ہو۔ سورگ کے سمان ہو۔
کرشن۔ جہاں دودھ کی نہریں بہتی ہوں جہاں دہی کی کونڈیں بھری رہتی ہوں۔ جہاں اکال مرتیو اور دش کال (قحط) نہ ہو۔ جہاں روگ اور

نربلتا کا کسی کو خیال نہ ہو۔ سے

وہیں چودہ بھون کے دیوتا آ آ کے رہتے ہیں
مُنی جن بھی اسی استھان کو بیکنٹھ کہتے ہیں

پٹاخے کی آواز

(اچانک ہی بادل کا گرجنا۔ بجلی کا کڑکنا۔ اندر کی
کروپی سے انچاسوں ہواؤں کا مل کر آندھی
کی صورت میں چلنا)

جودھا۔ دیکھا۔ اِندر دیوتا کا پُوجن نہ کیا۔ اس نے کس طرح بدلہ لیا۔ دیکھو
کس طرح مست ہاتھی کی طرح کرودھ سے بھرا ہوا کالے بادلوں کی سینا
کو لا رہا ہے۔ تمہاری شِکھشا کیلئے بھیانک روپ دھار کر آ رہا ہے۔

(موسلا دھار بارش ہونا۔ گوال بالوں اور گیوؤں
کا بے تحاشہ اِدھر اُدھر دوڑنا)

گوپ۔ بچاؤ۔ بچاؤ۔ برج بہاری۔ یہ آکاش سے کیا آفت اُتاری۔

(تمام برجباسیوں عورتوں اور مردوں
کا خوف زدہ ہو کر وہیں آجانا)

سب لوگ۔ رکھشا کرو۔ مُرلی منوہر ہماری رکھشا کرو۔

کرشن۔ گھبراؤ نہیں۔ سے

ابھی میں اندر کے ابھیمان کو پامال کرتا ہوں
ابھی ان بادلوں کو میں پریشاں حال کرتا ہوں
جو اس کی آبرو ہے اس کو مٹی میں ملاتا ہوں
گھٹا دی کچھ جو باقی رہ گئی مہماں گھٹاتا ہوں

سری داما۔ موہن۔ برجباسی اس بے ڈھب کی آندھی اور برکھا میں تباہ ہو جائیں گے۔

کرشن۔ بنوں میں پھرنے والے گوال اور ادھیر تا کا یہ حال۔ ~

دیکھتے جاؤ میں کیا لیلا رچاتا ہوں ابھی
شرن جو آئے ہری ان کو بچاتا ہوں ابھی
ڈھال ہو جاؤں گا میں چھائے ہوئے گھن کے تلے
بس چھپا لیتا ہوں لو سب کو گوبردھن کے تلے

(گوبردھن کو انگلی پر اٹھا لینا۔ گوال بالوں گوپیوں اور گئوؤں کا سایہ کے تلے آجانا)

سری داما۔ بولو سری کرشن چندر کی جے۔

سب۔ برج بہاری کی جے۔ گردر دھاری کی جے۔

(اندر کا موہ ٹوٹ جاتا ہے اپنے ایراپت پر سوار ہو کر آنا)

اندر۔ میں نے اس گھنشیام کو سادھارن گوالا سمجھ کر برج پر کروپی کا بادل برسایا۔ ایک انگلی پر کھڑے ہوئے پربت نے بتایا۔ ~

ناحق کا مصیبت میں گوالوں کو ہے ڈالا
منہ سامنے دنیا کے کیا مفت میں کالا
میں جس کو سمجھتا تھا فقط ایک گوالا
کچھ اور ہی نکلا ہے گوالوں کا وہ پالا
بھگوان کا اوتار ہے یہ نند کا لالا

(اپنے ہاتھی سے اتر کر سری کرشن کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہونا

اور اوستتی کرنا)
بھگوان ترلوکی ناتھ۔ پار برہم پرمیشور۔ آنند سروپ بنسی دھر وسودیو
میں نے اگیان وش تمہاری مانوی لیلا نہ جانی۔ کرودھ میں آکر برج کو ناش
کے بھنور میں پھنسانے کی ٹھانی۔ اپرادھ چھماں کرو۔ شرناگت پر دیا کرو۔ ؎

بنسی کے بجیا ہی نہیں شیام مراری
گئوؤں کے چرییا ہی نہیں شیام مراری
بلرام کے بھیا ہی نہیں شیام مراری
اک برج کے تریا ہی نہیں شیام مراری
یہ سارا جہاں تارنے والے بھی تمہیں ہو
اور چکر گدا دھارنے والے بھی تمہیں ہو

کرشن۔ اندر دیو۔ تم نے ابھیمان میں آکر ایسا انوچت کیا۔ تو کیا انرتھ کر دیا۔
تھوڑا سا دھن پاکر آدمی کے ابھیمان کا ٹھکانا نہیں رہتا۔ تم تو سمست
لوکوں الوکوں کی سمپدا سے بھرپور اندر پوری کے سوامی گرو میں آگئے
تو بڑی بات نہیں۔ کوئی اوتپات نہیں۔ ؎

دل میں جب پچھتا گئے تو پاپ آدھا رہ گیا
بھگت بھگوان مل گئے پھر کس کا بادھا رہ گیا

گانا (کرشن کا)

بھگت کو دیکھا تو کیا کہہ دیں کہ ہم کیا ہو گئے
شرن میں آیا کوئی تو ہم بھی دریا ہو گئے
ہے یہ گئوؤں کی کشش جو بن گئے گوپال ہم
ہے یہ پیاروں کی کشش جو ہم کنہیا ہو گئے

پریم نے ماکھن کی چوری تک سکھادی دیکھئے
ہم مجسّم پریم کا دنیا میں چرچا ہو گئے
جب کسی پیارے کو دیکھا بے بسی کی آگ میں
کوئلہ بھن کر جگر۔ دل اور کلیجہ ہو گئے
بادشاہت چھوڑ کر گو لوک اور بیکنٹھ کی
اپنے بھگتوں کے لئے دنیا میں پیدا ہو گئے
(فوراً سایہ ڈال کر ساری لیلا کو بھلا دینا)
پردہ گرتا ہے

ایکٹ دوسرا

سین۔ ۸

نظارہ۔ ورش بھانو کا بھون
دکھاوُ۔ رادھا کرشن کی یادیں
گانا۔ دسری رادھا جی کا)

اب تک کانوں میں باج رہی۔ بنسی کی دھن کیا پیاری ہے
من بہ جوری سے چھین لیا۔ کیا نٹ کھٹ شیام مراری ہے
من چھین لیا بنسی دھر نے۔ اور تن پر بپدا بھاری ہے
برہن کی وہ گتی کیا جانے۔ کیا جانے کوئی دکھیاری ہے
تن من کو چیر کیا ٹکڑے۔ برہ بھی ایک کٹاری ہے

پھر سُدھ نہیں لینی برہن کی۔ کیسا کٹھور ہو آرہی ہے
کوئی چوس رہا ہے پرانوں کو۔ اور دل پہ چلتی آری ہے
کیا کھیل ہے انتر جلتا ہے۔ نینوں سے نیر بھی جاری ہے
جو دکھ دے اس کو من چاہے۔ کیا ریت پریت کی نیاری ہے
(نثر) پیاری للتا نے سچ کہا تھا۔ ؎ (دوہا)
چلتے پھرتے من ہرے۔ گھور گھور تن لے
اورن کا چت چھین لے۔ آپن چت نہیں دے
جب سے نین بان سے گھائل ہے۔ تب سے موہن نے درشن بھی نہیں دیا
زردیئی نے دل بھی کس بے دردی سے لیا۔ ؎
برہن کے دل میں گڑھی۔ شیام الک کی نوک
برہ پیڑ پہ لا رہی رکت پیاسی جوک (جونک)
چندراہنی پیاری پرتھوی کے سدا بہار جوبن پر ستاروں کے پھول برسا رہا ہے۔ موہن کے بغیر میرے ہردے میں شول سا چھپا جا رہا ہے۔ چندر میرے لئے تاریک، مسکراہٹ میرے لئے آگ۔ شیتل سمیر میرے لئے برچھی چاندنی دھرتی پر سو رہی ہے۔ سرشٹی ماتا لوریوں میں مگن ہو رہی ہے۔ ایک میں ہوں جس کو چین نہیں۔ نیند نہیں۔ ؎
اس روز سے ہی نیند وہ میری اُڑا گیا
اور باولی سی پریم میں اپنے بنا گیا
میں نے کیا کیا۔ بناں سوچے سمجھے اپنا معصوم جیوان اُس کے بے پناہ تیروں کے حوالے کر دیا۔ نٹ ناگر کی نئی کیسی انوکھی ریت ہے۔ کالے شیام کی ریت بھی کالے بھنور کی..... ہے جو کلی سے رس لیتا ہے اور

نہ ہوہی سا چل دیتا ہے۔ وہ کون سی شُبھ گھڑی ہو گی جب موہن مجھے بلائیں گے۔ اپنی مُدھر بنسی سنائیں گے۔ شاید موہن نہیں جانتا کہ استری جب پریم کرتی ہے تو دل وجان سے کرتی ہے۔ وہ جنم بھر میں ایک ہی بار پیار کرتی ہے۔ اور پھر اپنے جیون۔ اپنی جوانی اور اپنی ابھلاشا کی ہر ایک وستو اپنے پیارے پر نثار کرتی ہے۔ ؎

یدی وہ جانتا یہ بات تو سنگدل نہ بن جاتا
نہ برہ میں رُلاتا اور نہ درشن سے ہی ترساتا
نہ ایسا نردئی ہوتا نہ ایسا دُکھ دیا ہوتا
نہ اپنے نین بانوں سے مجھے پر بس کیا ہوتا

گانا

اتی انیارے منوں سان کے سدھائے۔ مہاں وش دھالے۔
یہ کرت پرتات ہیں۔
ایسے اپرادھی۔ دیکھ اگم اگادھی۔ سادھنا جو سادھی۔
ہری ہتیا ہیں انشات ہیں۔
بار بار بورے۔ وا تے لال لال ڈورے۔ جبیئے ناتے ہی شیا تھورے
بدھ نہ سکات ہیں۔
گھائیک گنیرے۔ دُکھ وائیک ہیں میرے۔ نت نین بان تیرے
اُر بیدھی بیدھی جات ہیں۔

(للتا کا داخل ہونا)

للتا۔ میں سب سُن رہی ہوں۔
رادھا۔ للتا کیا سُن رہی ہو۔

للتا۔ جب دیکھو موہن کی یاد ہے۔ یہ سارا اُسی نٹور کا ہی تو فساد ہے
نہ تجھے پن گھٹ پر لے جاتی۔ نہ یہ دُردشا تیرے حصّے میں آتی۔
رادھا۔ کس طرح نہ آتی۔ ؎

میرے جب دل کو گھائل اسکے ہی تیروں سے ہونا تھا
انہیں بالوں نے جب میرے کلیجے کو پرونا تھا
مجھے جب برہ کی اگنی میں یوں دن رات جلنا تھا
تو پھر آیا ہوا سر پر سنیچر کس سے ٹلنا تھا

للتا۔ من کو بس میں بھی تو رکھا کرتے ہیں۔
رادھا۔ کیا خاک من کو بس میں رکھوں۔ آگ کو کپڑے میں کون چھپا سکتا ہے
پریم کا انپائی شعلہ کب تک راز داری کے پردے میں چھپایا جا سکتا ہے۔

؎ تڑپ اُٹھتا ہے دل جب کوئی پتّا سا بھی ہلتا ہے
میں پھروں ڈھونڈتی ہوں نزدیک پر کون رہتا ہے
کوئی آہٹ جو دے آکے تھپکی آستانے کو
سمجھتی ہوں کہ موہن آگئے میرے بُلانے کو

للتا۔ تم تو مدھر بنسی پر ایسی موہت ہو گئی کہ باؤلی سی بنی پھرتی ہو۔
رادھا۔ میرے بس کی بات نہیں۔ من کو سمجھاتی ہوں۔ تھوڑی دیر کے لئے
سمجھ جاتا ہے۔ پھر نگوڑے کو اسی طرح چنچل پاتی ہوں۔ ؎

سانولی صورت وہ آنکھوں سے اُترتی ہی نہیں
برہ میں جب رات آتی ہے گذرتی ہی نہیں
کیا کروں للتا کدھر جاؤں بتا کس سے کہوں
جب کنارہ مجھ سے اس کی پریت کرتی ہی نہیں

للتا۔ یوں ہی اپنی ادھیر تا دکھاؤ گی تو بد نام ہو جاؤ گی۔
رادھا۔ بدنامی تو اُسی دن سے حصے میں آئی جس دن اپنا چیر وہاں چھوڑا
اور ایسی باؤلی کہ اس کا پیتامبر آپ اوڑھا۔ ؎

بدنام کر دیا مجھے اس ہیر پھیر نے
دیوانہ کر دیا مجھے بنسی کی ٹیر نے
(بنسی کی بھنک کانوں میں پڑتی ہے)
دیکھو وہ بنسی بجی۔

للتا۔ کہاں بجی۔ کہیں بھی نہیں بجی۔
رادھا۔ ؎

بنسی نہیں بجی ہے تو دل چھینتا ہے کون
امرت سے آتما کو مرے سینچتا ہے کون

للتا۔ تمہارے من کی کلپنا۔
رادھا۔ نہیں۔ میں تو صاف سُن رہی ہوں۔ ؎

کتنی پیاری کتنی میٹھی ہے سُریلی بانسری
مل گئی اس کو کہاں سے یہ رسیلی بانسری
ہاس جیون کا گیا۔ نہ آس جیون کی گئی
پر آن کی بیدھک ہوئی اور خون دل کا پی گئی

گانا۔ (رادھا کا)

کر گئی دیوانہ اے نٹور تمہاری بانسری
ہے بجانا کس نے سیکھا ایسی پیاری بانسری

کچھ لبوں میں سحر ہے کچھ انگلیوں میں ہے فسوں
ورنہ دو کوڑی کی کیا ہوتی بچاری بانسری
اک لہو کی بوند بھی ملتی نہیں دل کی جگہ
مارتی ہے دل میں ایسا تیر کاری بانسری
بیدھنا ہٹتی نہیں دل کی کسک جاتی نہیں
جیسے انتر آتما نے ہے اُتاری بانسری
چت چُرانے کے سوا کچھ اسکو آتا ہی نہیں
کس طرح جائے گی پھر پیڑا ہماری بانسری

پٹاخے کی آواز

(سامنے پردے پر سری کرشن کی مورتی دکھائی دیتی ہے جس کو صرف رادھا ہی دیکھ رہی ہے)

رادھا۔ وہ شیام مراری۔ برج کا بہاری۔ مجھے بُلاتا ہے۔ بیٹھنے کو بازو پھیلاتا ہے۔
مجھ سے کہتا ہے کہ آراس رچائیں پیاری ـــ۵
اور امرت تجھے بنسی کا پلائیں پیاری
مجھ سے کہتا ہے کہ بلہار میں تیرے رادھا
تو اگر آئے تو لوں تیری بلائیں پیاری

(نقشہ بدل جاتا ہے۔ کرشن کے ساتھ رادھا کو اپنی مورتی بھی کھڑی ہوئی دکھائی دیتی ہے)

وہی۔ وہ سامنے مدھوبن میں وہ میرے پاس کھڑا ہے۔ ـــ۵
بقا کا دریا اُمڈ رہا ہے اور اس میں غوطے لگا رہے ہیں
جو ہوش باقی تھے ان کی کشتی فنا کے تٹ پہ لگا گئے ہیں

آواز

(رادھا اور کرشن کے گرد حلقہ باندھے گوپ اور گوپیوں کا دکھاؤ۔ راس لیلا کا نظارہ۔ رادھا کا بادلوں کی طرف انگلی سے اشارہ کرنا اور آہستہ خرامی سے اسکی طرف جانا۔ اسی ایکٹنگ پر پردہ گرتا ہے)

ایکٹ دوسرا

سین۔ ۹

نظارہ۔ نند بھون

دکھاؤ۔ نند اور جودھا

(باتیں کرتے ہوئے داخل ہونا)

نند۔ نہ جانے وہ کیوں ہاتھ دھوکر ہم لوگوں کے پیچھے پڑا ہے۔

جودھا۔ یہ اونچا پیڑ فنا کے کنارے کھڑا ہے۔

نند۔ جس طرح بھیڑیا بھیڑوں کی پاسبانی کرتا ہو۔ یا عقاب پرندوں کی نگہبانی کرتا ہو۔ اسی طرح وہ پرجاؤں کے لئے دُکھدائی ہے نہ جانے کیوں اتنا انیائی ہے۔

جودھا بوت کی چیل منڈلا رہی ہے اور خرگوش نے گردن اوپر اٹھائی ہے۔

نند۔ کسی بات کا انت آتا ہے تو ایسے ہی آثار نمودار ہوتے ہیں اسی طرح وناش کے سامان تیار ہوتے ہیں۔

جودھا۔ ہمارے گوپال بالوں کے مارنے کو کیسے کیسے دیت بھیجے۔ ؎

کبھی کاگر دیا ہو تا فنا چانڈال نے اُن کو
یہ معصوموں کی قسمت تھی نہ چھیڑا کال نے اُن کو

نند۔ دیکھو۔ یہ اُس کا تازہ شاہی پروانہ۔ اُف۔ پاپ نے دھرم کو کتنا حقیر جانا۔

جودھا۔ کیا لکھا ہے؟

نند۔ کہ کالی دہ کے ایک کروڑ کمل ترنت بھجوا دو۔

جودھا۔ نہیں تو۔ ؟

نند۔ نہیں تو جینے سے ہاتھ اُٹھالو۔ تمہارا گھر بار چھین لیا جائے گا اور بالکوں کو قید کیا جائے گا۔

جودھا۔ اتنی سختی۔

نند۔ موت کے منہ میں پڑے ہوئے مینڈک کی کم بختی۔

جودھا۔ کالی دہ کا تو ایک کمل بھی دشوار ہے۔ پھر یہ تو لاکھوں کا شمار ہے کالی کی وِش اگنی سے تو کوسوں تک زہر کی چنگاریاں برستی ہیں۔ آبادیاں وہاں سے کوسوں دور بستی ہیں۔ کون جائیگا۔ کس طرح کمل لائے گا۔

نند۔ کوئی نہیں۔ ؎

جو بھاگیہ میں لکھا ہے وہ بھوگ کر رہیں گے
سختی جو کچھ کرے گا وہ جان پہ سہیں گے

(کرشن اور بلرام کا آنا)

کرشن۔ دھرم سروپ۔ آپ اتنے کیوں گھبرائے ہیں۔

نند۔ کنس کے اتیاچار اب مریادا کی دیواروں کو توڑ کر باہر نکل آئے ہیں۔

کرشن بسرشٹی میں ہر بات کا خاتمہ ہے۔ یدی وہ پُرماتما ہے تو ہمارا اتہار ابھی کوئی پر ماتما ہے جس نے سات دن کے لگاتار طوفان اور بارش سے برُج کو بچالیا۔ اس نے ہمارے سر سے اپنی کرپاؤں کا سایہ تو نہیں ہٹا لیا۔

ے اُسکو ہر ایک سمرتھ سہی۔ مانا ظالم بل شالی ہے
لیکن مظلوموں کا بھی تو۔ دنیا میں کوئی والی ہے
دل میں شردھا اور بھگتی ہو۔ تو ظالم کیا کرسکتا ہے
جو اٹھا تا پربت انگلی پر وہ جل میں بھی تر سکتا ہے

نند۔ تمہارے مارنے کو اس کے حوصلے آج تک اُبھرتے رہے۔ پرنتو ہمارے کل دیوتا آج تک رکھشا کرتے رہے۔

کرشن۔ تو اب بھی وہی رکھشا کریں گے۔

نند۔ کالی دہ کے ایک کروڑ کمل کہاں سے لا کر دیں گے۔

کرشن۔ ایشور کی اِچھا ہوگی تو سارا کمل بن ہی ان چرنوں میں آئے گا۔ پھر کس کو معلوم کہ کالی ہی ہمیشہ زندہ رہ جائے گا۔

یا کنس ہی ہمیشہ ہم لوگوں پہ ظلم ڈھائے گا۔ ے
کیونکہ اپنے بھگت اس بھگوان کی نظروں میں ہیں
کیا ہوا ہم اور تم گر آج ان خطروں میں ہیں
اس کا بنایا تو کسی سے زیر ہو سکتا نہیں
دیر ہو جائے مگر اندھیر ہو سکتا نہیں

گانا۔ (کرشن کا)

ہزاروں بجلیاں ہیں اور فنا کے لاکھوں آلے ہیں
کروڑوں ظلم کے اس نے نشیمن پھونک ڈالے ہیں

ہے کھیتی لہلہاتی ظلم کی تو لہلہانے دو
کہ اس کی کرودھ اگنی کے بھی اولے پڑنے والے ہیں
اُسے بھی سر اُٹھانے کی سزا اب ملنے والی ہے
بہت اس نے بھی سر زدوش جانوں کے اُچھالے ہیں
ذرا سی نوک کانٹے کی چبھی اور پھوڑ ڈالے گی
حباب آسا ہے ہستی ان کی جو پاؤں کے چھالے ہیں
ابھی پاپوں کو بڑھنے دو ہے اتنی کون سی جلدی
ابھی تو پاہنے سے پاؤں موہن نے نکالے ہیں

ایکٹ دوسرا

سین - ۱۰

نظارہ - جمنا تٹ

دکھاؤ - سری کرشن - بلرام
سُداماں اور گوال بال -
(سب کا کھیلتے کودتے داخل ہونا)

گانا - (سب کا)

کیا سُندر نرمل پانی ہے -
کیا سیدھی صاف روانی ہے -

کیسی رنگت لاثانی ہے۔
کچھ نیلی ہے کچھ دھانی ہے۔
لہریں ہیں موج پر۔ موجیں ہیں اوج پر
وایو ہے گھومتی۔ لہروں کو چومتی
کیسا پیارا جمنا تٹ ہے
مخمل سی نچھی سجاوٹ ہے
کہیں سوکھا کہیں تراوٹ ہے
اور ساتھ ہمارے نٹ کھٹ ہے
اُچھلیں کودیں گے کھیلیں گے
پیٹیں گے اور دھکیلیں گے
جو ڈنڈہ نہ آکر پیلیں گے
ہم گیند انہیں کی لیں گے
جمنا میں دیں گے ڈال۔ لائے گا کیا نکال
کیا سُندر نرمل پانی ہے

کرشن۔ کون سا کھیل کھیلو گے۔
سری داما۔ میں ڈنڈے سے گیند کو دور پہنچاؤں گا۔
گوال۔ اور میں لے آؤں گا۔
سری داما۔ سب ہی باری باری سے لائیں گے۔ جو گیند کو اوپر سے ہی جھڑپ لے گا پھر وہ کھیلے گا۔
(سب کا اِدھر اُدھر پھر وہی گانا گاتے ہوئے کھیل جانا۔ گیند پکڑنے کو)

گانا

کیا سندر نرمل پانی ہے۔ وغیرہ

کرشن۔ پھینکو۔
سری داما۔ لو یہ گئی۔ (گیند ڈنڈے سے پھینکنا)
کرشن۔ (گیند جھڑپ کر)۔ اور میں نے یہ جھڑپ لی۔
سری داما۔ واہ بھائی کنہیا۔ میں تو سمجھا تھا۔ خالی خولی مُرلی
کے ہی بجیّا ہو۔ تم تو بڑے کِھلیّا ہو۔
کرشن۔ (ڈنڈا سری داما سے لے کر) جھڑپ تو لیتا ہوں
پر نہ تو لگاتا ہوں اُلٹی سیدھی۔
سری داما۔ اچھا لگاؤ۔
(ڈنڈے سے گیند کو جان بوجھ کر گوالوں کی
طرف پھینکنے کے بجائے جمنا جی میں پھینک دینا)
کرشن۔ (سوگت) آج کالی ناگ کا گھمنڈ بھی چور کرنا ہوگا۔ برجباسیوں
کے اس پُرانے پاپ کو آج دُور کرنا ہوگا۔ ؎

جَل کی گمبھیرتا کو پانی میں ناپنا ہے
اس گیند کے بہانے کالی کو ناتھنا ہے

سری داما۔ پھینکو۔
گوال۔ وہ تو گئی۔
کرشن۔ اررر۔ گیند تو جمنا میں جا پڑی۔
سری داما۔ جا پڑی۔ اجی واہ۔ جا پڑی۔

گوال۔ دیکھ لو۔
سری داما۔ نکال کر لاؤ۔
کرشن۔ کون لائے؟
سری داما۔ جس کے ہاتھ سے جائے۔
کرشن۔ دشوار ہے۔
سری داما۔ میری گیند تو بڑی قیمت دار ہے۔
کرشن۔ کون جانے تہ ہیں رہ گئی۔ اتھوا دھارا کے ساتھ بہہ گئی۔
سری داما۔ کہیں بھی ہو مجھے تو اپنی گیند چاہئے۔
کرشن۔ تم کو اور لا دوں گا۔
سری داما۔ اوں ہوں۔
کرشن۔ بازار سے ویسی ہی دِلوا دوں گا۔
سری داما۔ اوں ہوں۔
کرشن۔ متھرا سے نئی منگوا دوں گا۔
سری داما۔ اوں ہوں۔
کرشن۔ اُسی ڈھب کی رادھا سے بنوا دوں گا۔
سری داما۔ کس کی رادھا؟ میں تو وہی اپنی گیند لوں گا۔
رَل بھر کم نہ تل بھر زیادہ۔
کرشن۔ تو میں جمنا میں غوطہ لگاؤں؟
سری داما۔ غوطہ لگاؤ یا جادو کے زور سے منگاؤ۔ غوطہ خور کو بلاؤ یا
آپ کُود جاؤ۔ میں تو وہی گیند لوں گا۔
کرشن۔ دیکھو۔ پچھتاؤ گے۔

سری داما۔ یہ جھانسے رہنے دو۔ واہ آئے بڑے کھلاڑی کھیل کی صورت بگاڑ دی۔ ذرا دیکھو تو ہوشیاری۔ پہلے ہاتھ ہی جمنا میں دے ماری۔ میں نے تو کہہ دیا تھا۔

کرشن۔ کیا؟

سری داما۔ کہ بھائی؟ ؎

یہ بھی کوئی مُرلی کا بجانا تو نہیں ہے
یہ بھی کوئی ماکھن کا چرانا تو نہیں ہے
یہ کھیل ہے کھیلے کوئی اُستاد کا پٹھا
یہ کوئی گوبردھن کا اُٹھانا تو نہیں ہے

کرشن۔ ضرور وہی گیند لوگے۔

سری داما۔ کہہ جو دیا۔ ایک بار نہیں۔ سو بار کہہ دیا۔ وہی لونگا وہی لوں گا۔ وہی لوں گا۔

کرشن۔ (جمنا کے کنارے ادھر اُدھر پانی میں دیکھ کر) کیا جانے کدھر کو بہہ گئی۔

گوال۔ سری داما۔ ایک چھ دام کی گیند کے لئے پیارے موہن کو کھو دوگے۔ گیند گئی جانے دو۔ گیند کے ساتھ کیا سارے برج کی آتما کو بھی ڈبو دوگے؟

سری داما۔ جی ہاں دوسروں کے گھر لگی بسنتر۔ اپنے گھر لگی آگ جا یہاں سے بھاگ۔

گوال۔ جانے دے۔

سری داما۔ کیوں جانے دوں۔ چُرا کر تو نہیں لایا۔ ایسی اچھی گیند

اور جانے دوں۔ سہ

بات پر اپنی ذرا حرف نہ آنے دوں گا
جاں چلی جائے مگر گیند نہ جانے دوں گا

کرشن۔ اچھا بھائی۔ میں اُس پیڑ پر چڑھ کر شِست لگاتا ہوں۔ نظر آئے تو نکال لاتا ہوں۔

سری داما۔ نظر آئے یا نہ آئے۔ مجھے تو گیند چاہیئے۔ تمہاری نظر میں ہو فتور۔ تو میرا کیا قصور۔ میں تو گیند لوں گا ضرور۔

(جمنا کے عین کنارے کدم کے درخت پر چڑھنا)

کرشن۔ سری داما تم دل کے بڑے تھوڑے ہو۔

سری داما۔ بڑے دل والے ہو تو نکال لاؤ۔

کرشن۔ (درخت کی شاخ پر بیٹھے ہوئے) گیند تو ایک بہانہ تھا۔ سنسار سے اس کالی کے پاپ کو مٹانا تھا۔

ساتھ لے کر کال کو تیرے کنہیّا آگیا
دُشٹ کالی لے سنبھل تیرا انتھیّا آگیا

(جمنا جی میں کود پڑنا اور نظروں سے غائب ہو جانا)

گوال۔ (سری داما سے) اے کمبخت ضدّی۔ ہمارے موہن کو تو کھو دیا۔

دوسرا۔ ہمارا بیڑہ تو ڈبو دیا۔

سری داما۔ کنہیا کیا ڈوب گیا؟

تیسرا۔ تو نے ہی ڈبو یا۔

چوتھا۔ کوڑی کے بدلے ایسا انمول رتن کھو یا۔

پانچواں۔ (روتے ہوئے) ارے کہاں ہے ہمارا کنہیا (سری داما سے) ارے
ڈھیٹھ کے بچے۔ (منہ بنا کر سری داما کو دانتوں سے کاٹتے ہوئے) ہم تو
اپنا موہن پیارا تجھ سے لیں گے۔
پہلا۔ نہیں دے گا تو کچا کھا جائیں گے۔
دوسرا۔ بغیر نمک مرچ لگائے چبا جائیں گے۔
تیسرا۔ وہ آئیگا۔ تو اس سے اپنی گیند لینا۔ ہم تو اپنا موہن تجھ سے لیں گے۔
سب۔ ابھی اور یہیں لیں گے۔

(سب گوال بال سداماں کو گھیر لیتے ہیں)

سری داما۔ (روتے ہوئے) ارے میرے لنگوٹیے یار۔ میرے کرشن کنہیا
تم کیا سچ مچ ڈوب گئے۔
پہلا۔ آپ ہی اپنا دودھ گرایا آپ اس پر روتا ہے۔ اس وقت کسی کی
نہ مانی۔ اب کیوں جان کھوتا ہے ایک اپنی گیند کے لئے ساری
برج کا کھلونا بگاڑ دیا۔ ارے تو نے تو کم بخت برج باسیوں کو اجاڑ دیا۔ ؎

آشا کی آتما میں خنجر چبھو کے چھوڑا
برج باسیوں کا تو نے بیڑہ ڈبو کے چھوڑا
گوپوں کی گوپیوں کی دولت کو کھو کے چھوڑا
بونا تھا بیج بس کا آخر وہ بو کے چھوڑا
راحت کے اس نشاں کو تو نے مٹا دیا ہے
دیپک بجھا دیا ہے اندھا بنا دیا ہے

سری داما۔ موہن۔ پیارے موہن۔ مجھے کیا خبر تھی کہ میری ضد سے تو اتنی
جلدی اور اس طرح روٹھ کر چلا جائے گا۔ جمنا میں کود کر پھر نہیں آئے گا۔

میں تو یہ سب کچھ تیرے لئے ایک کھیل سمجھتا تھا۔ میں تو تجھ سے ہار دک
پریم رکھتا تھا۔ میرے دل میں کپٹ کا نام و نشان نہیں تھا تو اس طرح
دھوکا دے جائیگا اس کا ذرہ بھر بھی گمان نہیں تھا۔ ؎

مجھے تو تم نے ساتھی زندگی بھر کا بنایا تھا
کبھی ماکھن چرایا تو مجھے پہلے کھلایا تھا
کبھی آگے نہ اپنے یار کو اتنا رُلایا تھا
کبھی اس طرح غصہ تم کو آگے تو نہ آیا تھا
کبھی آگے تو مجھ سے اس طرح موہن نہ روٹھے تھے
لڑکپن میں کئے وعدے جو تو نے کیا وہ جھوٹے تھے

گوال پہلا۔ ارے بتا پاپی۔ ہتیارے بتا۔ اب ہمیں وہ مدھر بنسی
کون سُنائے گا۔
دوسرا۔ ارے بنسی کے متوالے ان برج کی گئوؤں کو کون چرائے گا۔
تیسرا۔ ارے مدھوبن میں راس کون رچائے گا۔
چوتھا۔ ارے پھر کبھی برج پر اِندر نے کروپی کی تو گوبردھن
کون اُٹھائے گا۔
پانچواں۔ ارے ہم کو ساتھ لے کر گوپیوں کے گھر سے ماکھن کون چرائیگا۔
چھٹا۔ ارے ہم کو وہ میٹھی میٹھی پریم پورن باتیں کون سنائے گا۔
ساتواں۔ ارے ہمارے ساتھ بیٹھ کر کلیوا کون کھائے گا۔
آٹھواں۔ ارے ہم کو پاپی کنس کے بھیجے ہوئے دیتوں سے کون بچائے گا۔
نواں۔ ارے ہم کو اپنا سکھا کہہ کر کون بلائے گا۔ ؎

ہمارا تو ارے پاپی جو سُکھ تھا وہ مٹا ڈالا

ہمیں تو شیام کی فرقت نے دیوانہ بنا ڈالا
ہمارا آس کا کوٹھا بنا تھا وہ گرا ڈالا
تو آندھی ہے جو دیپک عیش و عشرت کا بجھا ڈالا
کہاں تو نے چھپایا ہے وہ موہن کا دکھا مکھڑا
ارے اے دُشٹ دیکھے گا تو کن آنکھوں سے یہ دُکھڑا

سری داما۔ ہائے میں ہی تمہارا اپرادھی ہوں۔ گوپوں اور گوپیوں کا اپرادھی ہوں۔ گوالوں اور گئووں کا اپرادھی ہوں۔ بالکوں اور بچھڑوں کا اپرادھی ہوں۔ سارے برج منڈل کا اپرادھی ہوں۔ نہیں نہیں سارے زمانے کا اپرادھی ہوں۔ ؎

یہ دنیا جب کہ پیاری سانولی صورت کو ترسے گی
زمانے بھر کی لعنت میری اس صورت پہ برسے گی
سُنے گا گالیاں دنیا کی ایسی کس کی چھاتی ہے
اُٹھیں گی انگلیاں مجھ پہ یہی دُنیا کا گھاتی ہے

موہن پیارے کاہن بتا۔ مجھے آکر بتا۔ گوپوں اور گوپیوں کو جا کر کونسا منہ دکھاؤں گا۔ ہائے جب رادھا اور للتا مجھ سے پوچھیں گی ہمارے جیون کا دھن کہاں ہے تو اس وقت بے شرمی کے سیلاب میں ڈوب جاؤں گا۔ جب مجھ سے جودھا اپنا پیارا موہن مانگے گی تو رو رو کر اپنی جان گنواؤں گا۔ جب بوڑھے نند بابا مجھ سے اپنا نندلال مانگیں گے تو ان کے جیون کی لاٹھی کہاں سے لاؤں گا ؎

اے مرے دل کی حکومت دل لگی اچھی نہیں
اے کنھیا یہ تمہاری بے رُخی اچھی نہیں

رُوٹھ جانا جھٹ سے یہ عادت تری اچھی نہیں
دیکھتے ہو سب کا رونا یہ ہنسی اچھی نہیں
ساتھ اپنے اور اک ہتیا بھی لیتے جاؤ گے
آؤ ورنہ پیچھے پیچھے مجھ کو آتا پاؤ گے
(دوڑ کر جمنا جی میں کودنا چاہتا ہے)
باجے کی آواز
(سری کرشن کالی ناگ کے پھن کر سوار ناک میں
نکیل ڈالے فوراً نمودار ہوتے ہیں)
سب۔ بولو سری کرشن چندر کی جے۔
عجیب غریب ٹیلہ پر

ڈراپ

ایکٹ تیسرا

سین۔ ۱

نظارہ۔ کنس کا محل
دکھاؤ۔ کنس منتری پردھان وغیرہ
(باتیں کرتے ہوئے داخل ہونا)

کنس۔ دوستو۔ جیون کو سپھل بنانے کے لئے میرے پاس جتنے بھی سادھن تھے وہ اُن دو بالکوں کرشن اور بلرام کی جان کی خریداری پر خرچ کر دیئے اگا سر۔ بکا سر۔ پرلمب اور ترنا سر ایتادی کال کو پچھاڑ دینے والے یودھا سب اسی ادیوگ میں مر لئے۔ کیا میں مان لوں کہ اُن سب کو مارنے والا واقعی کسی الوکک شکتی کا چمتکار ہے۔

منتری۔ ایسا مان لینا اپنے دل کی کمزوری کا بدصورت اظہار ہے۔

کنس۔ پھر اُن کے ہاتھوں سے ایسے ایسے بل بیر کیوں مرتے ہیں؟

منتری۔ جس طرح لوگ فرضی بھوتوں اور پریتوں سے ڈرتے رہیں۔ پر دھان۔ جب کسی کے دل پر کوئی فرضی بھوتوں اور پریتوں کا وہم بٹھا دیتا ہے تو وہ بھوت پریت نہ ہونے پر بھی آنکھوں کے سامنے اس کی کلپنا کا ایک چتر (تصویر) بنا لیتا ہے۔ ؎

اپنے خیالی نقش سے ہی دل میں گھبراتا ہے وہ
اور اپنے جسم کے سائے سے ڈر جاتا ہے وہ

کنس۔ میں آج سے نہیں جنم سے اس بات کو مانتا ہوں پرماتما کے وجود کو ایک واہمہ مانتا ہوں۔ ؎

ورنہ میں جو آج تک اس کا نہیں قائل ہوا
میرے مارگ میں وہ اب تک کیوں نہیں حائل ہوا
وہ بھی کیا ایشور ہے جو انسان سے دبتا رہے
اُس سے باغی میں ہنوں چپ چاپ وہ بیٹھا رہے

منتری۔ مہاراج۔ یہ آپ کے آتم گیان نے ہی سنسار کو بتایا کہ وید اور شاستر منش کے بنائے ہیں اور رشیوں نے

جو ایشور کے گن گائے ہیں وہ ہتھیا داد ہے۔ اگیان اور
کو مارگ کی بنیاد ہے۔

پردھان۔ شریمان۔ ہمارے بڑے بڑے شور ہیروں کے بارے
جانے سے کچھ لوگوں کو سندیہہ ہو رہا ہے کہ وہ گوکل کا گوالا
کرشن کوئی اپار شکتی لے کر آیا ہے۔ سنتے ہیں اس نے
گوبردھن کو بھی اُنگلی پہ اُٹھایا ہے۔ ایک کردڑ کمسل اور
وہ بھی کالی دہ کے بھیجد۔ بینا یہ بھی اسی کی مایہ ہے۔

منتری۔ میرے خیال میں تو وہ آوش ہیو کوئی جادوگر ہے۔ ؎

ورنہ یہ بت کوئی اُنگلی پہ اُٹھا لیتا ہے
جان کالی کے آکر من سے بچا لیتا ہے
وہ فسوں ساز ہے اور اپنے فسوں کے بل سے
دیت جو جاتا ہے اس کو ہی دبا لیتا ہے

کنس۔ تب تو میں ضرور ہی اُس جادوگر گوالے کو موت کے گھاٹ اتار کر
چھوڑوں گا اُسکی پربھوتائی اور جادوگری سب کا سر توڑ دوں گا ؎

ذرا سا چھوکرا اور اس قدر بلوان ہو جائے
گوالا ایک معمولی سا اور بھگوان ہو جائے
مرے ہوتے ہوئے وہ میری مہماں کو گھٹا ڈالے
مری بربادیوں پہ اپنی شہرت کی بنا ڈالے

پردھان۔ اجی کہاں کبوتر اور کہاں شاہین۔ کہاں آپ بھوپتی اور کہاں
وہ دین ہلین نیچ گوالا اور پرآدھین۔

منتری۔ اس سے آپکا بگڑ ہی کیا سکتا ہے۔ سیار شیر سے لڑ ہی کیا سکتا ہے۔

سہ
پتنگے کی حقیقت کیا جو شعلے کو بجھا دے گا
جلے گا آپ دانہ بھاڑ کو تو کیا جلا دے گا
تمہارے سامنے آئے یہ شکتی کس بشر کی ہے
ہے ایسا کون جو پھونکوں سے پربت کو اڑا دیگا

کنس۔ اب اس گوالے کو مارنے کی آخری ترکیب؟

منتری۔ ترکیب اور وہ بھی عجیب۔

کنس۔ کیا؟

منتری۔ دونوں نند کے بیٹوں کو یہاں بلوایا جائے اور اپنی آنکھوں کے سامنے یہ بھار دور کر کے پرتھوی کا رن چکایا جائے۔

کنس۔ بہانہ؟

منتری۔ دھنش یگیہ رچایا جائے۔

پردھان۔ اور یہاں مست ہاتھی سے دونوں کو کچلوایا جائے۔

کنس۔ کون لائے؟

منتری۔ آدرسہت نمنترن بھیج کر کسی وشواش پاتر کے دوارا ان کو یہاں بلوایا جائے۔

کنس۔ (اکرور جی کو آتا دیکھ کر)۔ ہاں اس بڈھے آستک کو کیوں نہ اس کام پر لگایا جائے۔

منتری۔ بالکل بجا ہے۔ اسی کو کاریہ کی سدھی کا سادھن بنایا جائے۔

کنس۔ اسی پرانی لاٹھی سے اس کالے سپولیا کا سر کچلا جائے۔

منتری۔ اس کے جانے سے وہ اوش آجائیں گے۔ نند اور جودھا بھی اس کو دیکھ کر کسی پرکار کا سندیہہ

دل میں نہیں لائیں گے۔

(اکرور جی کا داخل ہونا)

کنس۔ مہاتما۔ اکرور جی۔

اکرور۔ اَن داتا۔

کنس۔ آپ بڈھے ہیں۔ پرنتو بڈھوں سے بڑے بڑے کام نکلتے ہیں۔

منتری۔ (خود سے) واقعی پرانے چاول بڑے جلدی گلتے ہیں۔

اکرور۔ میری ذات سے اَن داتا کا کوئی کام سرانجام ہو۔ تو لوک پرلوک دونوں میں آرام ہو۔

کنس۔ آپ ابھی اور اسی وقت گوکل کو چلے جائیے اور ہمارے دھنش یگیہ کا نمنترن لے جائیے۔ نند بابا کے دونوں بیٹوں کو اپنے ساتھ لائیے۔ ہم چاہتے ہیں کہ نند کے ساتھ اپنی پرانی متر تا کو پھر تازہ کریں اور اس سادھارن اور سیشٹ پریکشا سے ان کے پریم کا اندازہ کریں۔ بس اب دیر نہ ہو کچھ ہیر پھیر نہ ہو۔ ؎

ہماری آرزو ہے نند کے نندن کو دیکھیں گے
خوشی ہو گی جو اپنے متر کے اس دھن کو دیکھیں گے

(جانا کنس۔ منتری اور پردھان کا)

اکرور۔ خوشی تو کیا ہو گی۔ اُلٹا کھید ہو گا۔ تیرے اس نمنترن میں بھی ضرور کسی نہ کسی ہتیا کانڈ کا گہرا بھید ہو گا۔ کنس۔

کنس۔ میں نے بھی دھوپ میں بال سفید نہیں کیے۔ میں نے بھی

آیو کے اتنے برس مورکھوں کی سنگت میں نہیں کھودیئے ۔ میں تیرے ارادوں کو خوب جانتا ہوں ۔ تو اُن معصومیت کے باغ کی دو کلیوں کو مرتیو کی بھٹی میں جھونکنا چاہتا ہے اور اس طرح اپنے کال کو آنے سے روکنا چاہتا ہے ۔ پرنتو یاد رکھ ۔ نش کے فریب کا جادو بھگوان کے بھگتوں پر نہیں چلتا ہے اور ان معصوموں کا کال ہی آیا ہے تو پھر وہ بھی نہیں ٹلتا ہے ۔ مجھے وشواش ہے کہ بھگوان سب کا والی ہے ۔ تو نے ناحق اپنے ابھیمان کی ناؤ طوفان انگیز پانی میں ڈالی ہے ۔ تو نہیں جانتا کہ اس کے بھگتوں کی آشائیں حسرتوں کے گھور اندھکار میں بھی ستاروں کی طرح چمکتی ہیں اور ابھگتوں کی کوششیں جیو سے علیحدہ ہوتے ہوئے شریر کے سمان سِسکتی ہیں ۔ ؎

ناستک کہتا ہے اس سرشٹی کا سرچشمہ ہوں میں
اُسکو کیا معلوم ہے خود خاک کا پتلا ہوں میں
دل کے درپن پہ تو ہے چھایا غبار ابھیمان کا
کس طرح آئے نظر نکھڑا اُسے بھگوان کا

گانا ۔ (اکرور جی کا)

آنکھیں جو کھلیں دل کی تو صورت نظر آئے
بھُولا ہوا اگیان میں تب راہ پہ آئے
ہیں تو ۔ کی کدورت سے سے یہ پردا ہوا گر صاف
شیشے پہ نرآکار کا فوٹو اُتر آئے

شردھا کی اگر ہاتھ میں پتوار پکڑ لے
ڈوبا ہوا اس گہرے سمندر کا تر آئے
جب مول کو سینچیں گے تو ہر پائے کا بوٹا
پانی جو ملے شاخ تو کیسے ثمر آئے
تم موت سے لڑ جاؤ مگر شرط ہے وشواش
زیبا ہے ذمہ دار جو کچھ بھی ضرر آئے

(جانا اکرور جی کا)

ایکٹ تیسرا

سین ۲

نظارہ ــــــ نند بھون

دکھاؤ۔ (نند۔ جودھا۔ کرشن اور بلرام

کرشن۔ کیا۔ تم کہتی تھیں۔ کالی دہ کا ایک کروڑ کمل کہاں سے آئے گا۔ دیکھا۔ ایشور کی باہیں کتنی دراز ہیں بھگوان ترلوکی ناتھ کیسے کارساز ہیں۔ ؎

کس طرح کام وہ بھگتوں کا بنا جاتے ہیں
کوئی گرتا ہو تو چپکے سے اُٹھا جاتے ہیں
وہ بدل دیتے ہیں بگڑا ہوا نقشہ پل میں

وہ اگر چاہیں تو رو توں کو ہنسا جاتے ہیں

جودھا۔ بیٹا۔ میرا کہنا تو یہ ہے۔ تم ایسے ایسے خطرناک کاموں میں کود پڑتے ہو۔ بالک کیا کالی جیسے بھیانک دیتوں سے بھی لڑتے ہیں۔ اسی لئے تو ہر وقت تمہاری کُشل مناتی ہوں۔ تم کوئی ایسا ویسا کام کر بیٹھتے ہو تو ڈر جاتی ہوں میرے لال گوپال ایسا ساہس نہیں کیا کرتے۔

کرشن۔ ماتائیں تو بالکوں کا اُتساہ بڑھایا کرتی ہیں۔ وہ ماتائیں بیر نہیں جو بالکوں کو بھُوتوں پریتوں سے ڈرایا کرتی ہیں۔ ۵

جو ماکھن کھا کر پلتے ہیں۔ وہ کام بھی ایسے کرتے ہیں
بیروں کے بیٹے کبھی ماتا کیا دُشٹ جنوں سے ڈرتے ہیں

(اکرورجی کا داخل ہونا)

اکرور۔ نند راج کو نمسکار۔ جودھا رانی کو پرنام۔ رام کرشن کو آشیرباد۔

کرشن۔ کون چاچا۔ اکرورجی۔

نند راج۔ اہو بھاگیہ۔ آپ نے گرہ کو پوتر کیا۔

اکرور۔ سو بھاگیہ نے مریتو سے پرنتھم ایک بار پھر ملایا۔

نند۔ یہ ہمارے ہی بھاگیہ کی بڑائی سے ایسا شبھ اَوسر ہاتھ آیا۔ کنس جیسے ادھرمی راجاؤں کے دربار میں آپ جیسے بنیتی پُورن بھگتوں کو دیکھ کر دل مارے خوشی کے بلیوں اُچھلتا ہے۔ کیوں نہ ہو۔ سنسار میں پاپ ہی پاپ ہو تو سرشٹی کا کارخانہ کیسے چلتا ہے۔

جودھا۔ کہو کنس کا شاشن دیوہار کیسے چل رہا ہے۔
اکرور۔ وہ سانپ ہر جگہ پاپ کا زہر اُگل رہا ہے۔ پرجا تو کیا کریگا
پرجا روپی شریر سے جونک کی طرح دھرم روپی رکت (خون) کو
چوس لیا ہے۔ پرماتما بننے کا دعوےٰ کیا ہے۔
کرشن۔ (خود سے) اب اس کے تمام دعووں پر پانی پھر جانے کا
وقت آگیا۔ کیا ہوا جو کچھ روز وہ اپنی نوبت بجا گیا۔ ؎

کام سرشٹی کا چلے جس سے وہ ہے کام اچھا
کام تب اچھا ہے جو اس کا ہو انجام اچھا

اکرور۔ مہاراج اُگرسین۔ بسدیو۔ اور دیو کی اسی طرح بغیر
کسی میعاد کی مریاوا کے قید میں سڑ رہے ہیں۔ اُس کے
ظلم کی بجلیوں سے بستے ہوئے ایشور بھگتوں کے گھرانے
اُجڑ رہے ہیں۔ تمہاری گوپال بالوں پر کیا کیا ایتاچار نہیں
ہوا۔ ان پر دراچرن کا کون سا وار نہیں ہوا۔ ؎

پھر اب بھی اس کے ظلم کا کچھ خاتمہ نہیں
چلتا سنبھل کے اب بھی وہ پاپ آتما نہیں
آگیائیں اس کے ظلم کی جاری ہیں ہر طرف
پھیلے ہوئے ہوس کے شکاری ہیں ہر طرف

نند۔ آپ کس پریوجن سے پدھارے۔
اکرور۔ اس نے دھنش یگیہ رچایا ہے۔ آپ کے دونوں
کماروں کو بلوایا ہے۔ آپ سے بڑا پریم جتایا ہے۔ اور انکو
کشل پورو ک لوٹانے کا یقین دلایا ہے۔

نند۔ ان کو بھیجنے میں ڈر تو نہیں۔ اس کو دیکھتا ہوں تو ڈر جاتا ہوں
تم کو دیکھتا ہوں تو اُتساہ سے بھر جاتا ہوں۔

اکرور۔ کیا کہہ دوں۔ آپ ان کو نہ بھیجیں تو کیا جانے کرودھ دان
ہو جائے اور پھر زبردستی بلوائے۔

جودھا۔ اکرور جی۔ میرے یہ دونوں ماکھن کے پیڑے ہیں۔ ان کو
اگنی کے پاس نہ لے جاؤ۔ گھی کی طرح پگھل نہ جائیں کہیں دیت
ان پر کوئی ظلم نہ ڈھائیں۔ ؎

بڑے تپ سے مرادوں کی سرشٹی یہ بسائی ہے
یہی تو جنم بھر کی دونوں بڈھوں کی کمائی ہے
یہی گائے کے دو بچھڑے ہیں ٹکڑے جگر کے ہیں
کہاں لے جاؤگے ان کو ارے وہ تو قصائی ہے

کرشن۔ میا۔ اتنا موہ۔؟ اتنی ممتا؟ ہم کوئی دودھ پیتے بچے ہیں۔
اُن ماتاؤں کو دیکھو جو ہرش سہت اپنے بیٹوں کو سمر بھومی
میں تیروں اور تلواروں سے کھیلنے کے لئے بیٹھا دیتی ہیں۔
جو ایسے اوسر (موقع) پر تو کا سر بیٹوں کا بھی اتساہ
اور حوصلہ بڑھا دیتی ہیں۔ تم کیسی بھولی ماتا ہو۔ تھوڑے دل کی
ماتا ہو۔ جو اتنا موہ بڑھاتی ہو۔ بچوں کو کاٹری کا بد صورت
گہنا پہناتی ہو۔ ؎

اور بھادی ہی جب ایسی ہے تو تم ہی کیا کر سکتی ہو
اور تم کو ممتا ہے اتنی تو یہیں دعا کر سکتی ہو
اور موت جو آئی ہے اپنی۔ تو کال کو یہ گھر دور نہیں

اور موت سے وہی ڈرتے ہیں جو ہمت سے بھرپور نہیں

نند ۔ بیٹا کال کا انبھو بھی وکرال ہے۔ پرنتو۔ اس وقت تو کنس کی آگیا کا اُلنگھن بھی محال ہے۔ اور میں اپنی زبان سے جانے کی کیا کہوں۔ ؎

کون کہتا ہے بصارت کو نظر سے دُور ہو
ہاں مگر وہ کر ہی کیا سکتا ہے جو مجبور ہو
کون ہے جس کو نہیں درکار پیاروں کی کشل
ورنہ ہوتا ہے وہی ایشور کو جو منظور ہو

(سری داما۔ گوپوں۔ گوپیوں
للتا اور رادھا کا آنا)

رادھا۔ پیارے موہن کہاں جاتے ہو۔

للتا۔ نند کے دُلارے کاہن کہاں جاتے ہو۔

رادھا۔ ؎

تمہیں ہو پران گوکل کے۔ تمہیں للتا کے جیون ہو
تمہیں جو دھا کی آشا ہو تمہیں رادھا کے جیون ہو
نہ ڈالو مچھلیوں کو گرم بالو پر نہ ڈالو تم
تڑپ کر جان دیدیں گی نہ پانی سے نکالو تم

للتا۔ سندرشیام۔ شاباس نکلتے ہی سب کا جیون پشپ بے جان ہو جائے گا۔ دیوگ کی خزاں کا جھونکا چلتے ہی یہ ہرا بھرا مدھوبن ویران ہو جائے گا۔ بچھڑے رو دئیں گے گئوئیں چلائیں گی۔ گوپ دم توڑ دیں گے۔ گوپیاں

مر جائیں گی۔ ؎

جنم بھومی کی پسند آئے گی ویرانی تمہیں
اتنے جیووں کی نہ کلپائے گی کیا ہانی تمہیں
سوکھ جائے گا تمہاری برہ میں گنگا کا جل
کیا نہ روکے گا یہ اسکی آنکھ کا پانی تمہیں

کرشن۔ للتا رادھا تم کو ورتھا ہی ہمارا موہ کلپاتا ہے۔ سنجوگ اور دیوگ تو شریر اور سائے کا سا ناطہ ہے۔ یہ آنا جانا تو سرشٹی کا کھیل ہے، پرکاش اور اندھکار تو آدیہ میل ہے۔ ؎

اور پھر ہم کچھ سدا کے واسطے جاتے نہیں
جو ہیں دانا عارضی وہ دکھ سے گھبراتے نہیں
تم سے ہم کو پریم ہے وہ پریم جائے گا کہاں
اُس کا آکرشن ہمیں پھر کھینچ لائے گا کہاں

نند۔ پیارے کنہیا تم کہیں مت جاؤ۔ ہم پھر کبھی تم کو ماکھن چُرانے سے نہیں روکیں گی۔ ماکھن کیا ہمارا سروستو بھی لوٹ لوگے تو نہیں ٹوکیں گی۔ سچ جانو۔ گوکل۔ بندرابن۔ مدھوبن کوئی بھی تمہاری جدائی کا صدمہ نہیں سہہ سکتا۔ تم سب کے جیون پران ہو اور پران کے بناں جیون نہیں رہ سکتا۔ ؎

چریں گی بن میں نہ دودھ دیں گی تباہ گئوؤں کا حال ہوگا
نہ گھاس کھائیں گے ان کے بچھڑے نہ جانے کس کس کا کال ہوگا
بلک بلک کر مریں گی گئویں سسک سسک کر مریں گے بچھڑے
نہ بے زبانوں کی بے بسی کا۔ ذرا بھی تم کو ملال ہوگا

کرشن۔ ہوگا اور ضرور ہوگا۔ میں جانتا ہوں کہ میری بانسری کی دُھن نہ سُنکر دنوں تک گئویں اور ان کے بچھڑے بھوک سے مریں گے۔ دھاڑیں مار مار کر مجھے یاد کریں گے دودھ اور دہی کے مٹکے میرے ان ننھے ننھے شیام ورن ہاتھوں کو ترسیں گے۔ جو مدھو بن مدھر بنسی کی سُریلی تانیں سُن کر سورگ کی بہاریں دھرتی پر برساتی ہے۔ اس کی چھاتی پر برہ بتھا کے پتھر برسیں گے۔ پرنتو۔ میں بھی ان سب سے جُدا ہو کر سُکھ کی نیند نہیں سو سکتا۔ اس پیاری جنم بھُومی۔ اس برج منڈل کو چھوڑ کر سورگ میں بھی سکھی نہیں ہو سکتا۔ ؎

مگر میں دیکھتا ہوں جب کہ لازم آنا جانا ہے
سرشٹی کے پری ورتن کا قائل اِک زمانہ ہے
تسلّی دل کو دینے کے سوا کچھ بھی نہیں بنتا
بدل جاتا ہے دم بھر میں یہ ایسا کارخانہ ہے

رادھا۔ موہن تم جاؤ گے تو میں تمہارے رتھ کے آگے لیٹ جاؤں گی۔ یاد رکھو۔ تم اکیلے نہیں جاؤ گے میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں گی۔ پرانوں کو تمہارے چرنوں کے تلے بچھاؤں گی۔ ؎

یہ ہردا ہے اتی کومل نٹھرتا یہ نہیں ہوگی
جہاں چرنوں کی رج ہوگی وہیں تیری جبیں ہوگی
وہیں یہ چاندنی ہوگی۔ جہاں وہ چاند جائیگا

جہاں ہے شیام پیارا اُسکی رادھا بھی وہیں ہوگی

اکرور۔ (سوگت) برج باسیوں پر موہن نے کیا موہنی سی ڈالی ہے۔ ساری برج بھومی اسی کے پریم کی متوالی ہے بس اکرور نہیں کرور (سنگدل) ہوں جو اس پریم کے پھولے پھلے باغ سے اس بہار کو ساتھ لے جاؤں گا یہ کلنک اپنے ماتھے پر لگا دوں گا۔ کیا کروں۔ کنس کا کہنا کرنا پڑے گا۔ کس طرح کہہ دوں کہ چلو۔

کرشن۔ (اکرور کے دل کی بات جان کر) چاچا جی۔ رتھ تیار ہے۔

اکرور۔ مُرلی منوہر کیا وچار ہے۔

کرشن۔ چلنے کا۔ (بلرام سے) بھیا۔ چلو تیار ہو جاؤ۔ (دل میں) ان لوگوں کے موہ میں پڑ گئے تو کام بگڑ جائے گا۔ دل کو پتھر کا بنائیں گے تو مطلب بر آئے گا۔ ؎

پڑے ماتا پتا بندھن میں ہیں اُن کو چھڑانا ہے
دُکھی ہیں بھگت اُنکو دُکھ کے ساگر سے ترانا ہے
پھنسی ہے دھرم کی کشتی کو ساحل پر لگانا ہے
بڑھے ہیں کنس کے دُر آچرن انکو مٹانا ہے
رشی بھومی کو بھی سوادھین پھر اکبار کرنا ہے
دُکھی ہے بوجھ سے پرتھوی کا بھی اودھار کرنا ہے

بلرام۔ چلئے۔ شیام سُندر۔ چلئے۔

کرشن۔ (ہاتھ جوڑ کر مخاطب) اے جنم بھومی پرنام۔ اے پتا نند پرنام۔ اے ماتا جسودھا پرنام۔ اے برج منڈل

کے گوالو پرنام - اے موہن کے متوالو پرنام - اے جمنا
کی نرمل دھارا پرنام - اے مدھوبن کنجو پرنام - سہ

بس جاتا ہوں اگر جیتا رہا تو پھر کبھی آؤں گا
انہیں کنجوں میں پھر بنسی تمہیں آکر سناؤں گا
تمہارا غم تو لے جاؤں گا اپنے ساتھ متھرا میں
جو تم سے پریم رکھتا ہوں یہیں پر چھوڑ جاؤں گا

رادھا - پران پیارے پیٹھ نہ دکھاؤ -
کرشن - للتا اس کو سمجھا بجھا کر گھر لے آؤ -
(جانا سب کا رادھا اور للتا کا رہ جانا)
رادھا - للتا - گئے - میرے شریر سے پران نکل گئے میری
آنکھوں کی جوتی آنکھوں کو اندھا کر کے چل دی - میرے
ہردے مندر کو شونیہ کر کے وہ میرے پریم کے دیوتا چلے گئے
میری پریت کو باسی ہار سے گری ہوئی کلی کی طرح پیروں
سے مل کر چلے گئے - جس جمنا تٹ پر میں نے اُن کے
ساتھ راس بلاس کیا تھا اس کو سُونا کر گئے - آہ - میری
خوشی کے دن کتنے جلدی گزر گئے - سہ

چل دیئے وہ میری آنکھوں کے ستارے چل دیئے
میرے پران آدھار جودھا کے دُلارے چل دیئے
تڑپتی کو کچھ دیا آئی نہ اس کے حال پر
چھوڑ کر روتا ہوا پیاری کو پیارے چل دیئے

گانا- (رادھا کا)

للتا شیام ہمارے چور۔
من ہر یادھری مورت چتے نین کی کور
پکڑے ہتے ہردے کے بھیتر پریم پریت کے زور
گئے چھڑائے چھوڑ سب بندھن دے گئے ہنس اکور
اپنی بات منائی سب سے۔ سُنے نہ بین اُر شور
سربس میرا ہے للتا ری لے گئے نند کشور
للتا شیام ہمارے چور۔
(روتی ہے)

للتا۔ مت رو۔ پیاری شیاما مت رو۔ وہ شگھر ہی لوٹ کر آئیں گے۔

رادھا۔ آئیں گے۔ کب۔ جب رادھا کی دیہہ رو رو کر گھُل جائے گی۔ تو نہیں جانتی۔ پرنتو میں نے کسوٹی کر کے جان لیا۔ وہ موہن بڑے ہی ہردے کے کھٹور ہیں۔ وہ چیت کے ہی چور نہیں پرانوں کے بھی چور ہیں۔ ع

ایسے ہوتے جو کبھی بات نبھانے والے
ساتھ لے جاتے نہ کیا مجھ کو وہ جانے والے
آنکھ لگنے کو بُرا کوئی نہ جانے ہرگز
قدر دل کی جو کریں دل کو چُرانے والے

گانا۔ (رادھا کا)

نصیب کا جو لکھا تھا کوئی بدل نہ سکا
سنبھالنے سے بھی بیمار یہ سنبھل نہ سکا
ترے ہی پریم کا یہ تیر ہے مرے موہن
جو دل میں آن کے اک بار پھر نکل نہ سکا
ہزار روک کے تم کو تھکی زباں میری
اٹل کچھ ایسا نوشتہ تھا جو کہ ٹل نہ سکا
کھلے ہوئے یہ گرائی ہے ہجر کی بجلی
کسی غریب کا نخلِ مراد پھل نہ سکا
اگرچہ دل کی طرح جان پر بنی میرے
تمہاری ضد بھی تھی ایسی کہ زور چل نہ سکا

(جانا)

ایکٹ تیسرا

سین ۳

نظارہ - جمنا تٹ وراستہ

دکھاؤ - (رتھ پر سوار اکرورجی سری

کرشن اور بلرام کا داخل ہونا)

اکرورجی - (دل ہی دل میں) - آہ - کنس بھی کیسا انیائی ہے - کتنا بے درد قصائی ہے - جس شیام سندر کے چندر مکھ پر چکوروں کی طرح جان دیتا ہے وہ دُشٹ اس کی جان لیتا ہے - ایسی مُدھر - ایسی موہنی - ایسی آنند وائیک مورتی جو ایک بار دیکھ لینے والا جنم بھر آنکھوں سے جدا نہ کرے - پلکوں کے پٹ میچ کر پتلیوں کے بھیتر چھپالے - اس کو وہ پاپ آتما انتقام کا نشانہ بنالے ؂

ہے نینوں میں بھرا جادو بھرا امرت ہے بانی میں

زمانے بھر کے پھولوں کا بھرا رس گلفشانی میں

یہ صورت سانوری اُس پر کمل لوچن کا یہ عالم

کمل کا پھول جیسے تیرتا ہو کوئی پانی میں

میرا دل کہتا ہے - وہ ہتیارا ہے - ان کے نمنترن سے اس نے ان کے مرتیو کو دچارا ہے تو کیا میں گنوؤں کو

لے جا کر قصائی کے حوالے کر دوں۔ ان بال ہتیاؤں کا بھاگی میں بنوں۔ کیوں نہ ان کو پھر گوکل میں چھوڑ آؤں۔ کیوں نہ برج باسیوں کا جیون پر ان ان کو لوٹا کر اپنے پر لوک کو بنا دوں۔ ~

دیا اس لوک کے سُکھ کا جو ہے سامان لے لیگا
ادھک کیا اور کر لیگا وہ میری جان لے لیگا

نند نندن کی پیاری پیاری صورت کے موہنی نقش بدھاتا نے دیکھنے اور پیار کرنے کے لئے بنائے ہیں مٹانے کے لئے نہیں بنائے۔ کیول سے کومل چرن پوجنے کے لئے بنائے ہیں ادھر میں ترانے کے لئے نہیں بنائے۔ آہ۔ کنس تو کتنا گو کرمی ہے تو کتنا بڑا ادھرمی ہے۔ ~

یہ صورت وہ تھی جو ہردے کے مندر میں بٹھا لیتا
یہ صورت وہ تھی جس کو اپنی آنکھوں پر اٹھا لیتا
ہٹا کر اسکو تو پرلوک کی صورت بگاڑے گا
تو ہی صورت کو اپنی کال سے کب تک چھپا لیگا

گرشن۔ (خود بخود)۔ اکرور جی نے ہم کو نہیں سمجھا۔ انکے انت کرن میں موہ اور کرتویہ کا سنگرام ہو رہا ہے۔ موہ کہتا ہے کہ موہن کو متھرا میں نہ لے جاؤ۔ کرتویہ کہتا ہے کہ کنس کا نمک کھایا ہے۔ اس نمک کے اوپکار کو نہ بھلاؤ۔ موہ سے نہ ہی کیوں ان کا ہی دھرم بھرشٹ ہو گا۔ نہ ہی کیول

ان کی مایا دی دشا کو کشٹ ہو گا۔ بلکہ ہمارا کبھی کاریہ نشٹ ہو گا۔ ہم کو تو دیکھنا ہے۔

وہ کیسا کنس ہے اور زور کیا ہے اسکی چھاتی میں
ذخیرہ کیا ہے شکتی کا ہوس گیری کی کھاتی ہیں
وہ چھاتی تان کر کوداہوا ہے جو غریبوں پہ
بقا کی کیا لگی ہے مہر کچھ اسکے نصیبوں پر

اکرورجی کا موہ دُور کرنا چاہیئے۔

(اکرورجی سے مخاطب ہو کر)۔ پربھو آپ کہتے تھے جاتے ہوئے ضرور جمنا جی میں اشنان کریں گے۔ کر لیجئے دیکھئے کیسا سندر اور نرمل جل لہراتا ہے اور پھر تیرتھ ہے۔ مکتی کی داتا ہے۔

اکرورجی۔ (رتھ سے اتر کر)۔ ادھک سمے نہیں لگاؤں گا۔

(کپڑے اتار کر اشنان کرنا)

جے شو۔ جے برہما۔ جے وشنو۔ (پانی اچھال کر ڈبکی لگانا) اور (سر پانی سے نکال کر) یہ کیسی لیلا۔ میں کیا دیکھتا ہوں (پھر ڈبکی لگانے کے بعد) چمتکار ہے۔ لیلا ہے۔ اور اپرم اپار ہے۔ ڈبکی لگاتا ہوں تو اس موہن کی موہنی صورت کو جل کے اندر کھڑا ہوا پاتا ہوں۔ اوپر نظر اٹھاتا ہوں تو رتھ میں بیٹھا ہوا پاتا ہوں۔ یہ کیا رتھ سے اتر کر پانی میں دوڑا جاتا ہے۔ یہ اوش لیلا دھاری ہے اور مجھے اپنی لیلا دکھاتا ہے۔ ارے یہ نند کشور نہیں یہ تو ہر جگہ

دیا پکٹ برہم کا پورن اوتار ہے۔ شری کیشو۔ شری کرشن۔ یدوپتی مادھو۔ گوبند۔ سیت دیپ۔ نو کھنڈ اور چودہ بھون کا پالن ہار ہے۔ ارے یہی پرتھوی کا ابھار اُتارے گا۔ اس پورن پرماتما کو وہ اینائی کنس کیا مارے گا۔ ؎

اسکو بلوایا پاپی نے بن ہوت کے اس سے کیا لے گا
جس نے راون کو مارا تھا وہ کنس کے پران نکالے گا
تو بھی موہن کی ٹیک پکڑ تو بھی شردھا رکھ موہن پر
اگر در پیچھے بھی بندھن ہے یہ سُندر شیام چھڑا لے گا
(داو ستی کرنا کرشن بھگوان کا)

گانا

اے برہم کے اوتار نمسکار ہو میرا
اے وشو کے داتار نمسکار ہو میرا
ساگر ہو تمہیں سُکھ کے ہو ہر دے کے اُجاگر
اے سرشٹی کے آدھار نمسکار ہو میرا
ہو گیان کے پرکاش تمہیں ہو کشں کے داتا
دیوؤں کے مددگار نمسکار ہو میرا
اے دھرم کے رکھشک تمہیں دنیا میں کرو گے
پاپیوں کا پرتی کار نمسکار ہو میرا
دشنو کی بھی برہما کی بھی شنکر کی بھی مورت
سب سے بڑی سرکار نمسکار ہو میرا

(رتھ پر سوار ہوکر) چلو۔ برج نندن چل کر آنند سہت کنس کا دھنش یگیہ دیکھو۔

(رتھ کو ہانک کر لے جانا)

ایکٹ تیسرا

سین ۔ ۴

نظارہ ۔ متھرا میں پنڈال

دکھاؤ ۔ دھنش یگیہ کا سامان

(کنس منتری ۔ پردھان ۔ چانور مشٹک ایتادی

اور پرجا گن کا دکھائی دینا سامنے میدان میں

تین تاڑ لمبا مہادیو جی کا دھنش پڑا ہے)

کنس ۔ آج میں اپنے تمام مرے ہوئے جودھاؤں کا بدلہ لونگا اور اس گوالے کو ان تمام ہتیاؤں کی سزا دوں گا۔ (مہاوت سے مخاطب ہوکر) اول تو آشا نہیں کہ وہ شوجی کے اُس بھاری دھنش کو اٹھالے۔ مجھے اپنا قائل بنالے۔ اگر وہ شوجی کی مہماں کو نہ گھٹا سکے۔ اس کو اپنی جگہ سے نہ سرکا سکے تو پھر تم اپنے متوالے ہاتھی کو اس پر گرما دینا۔ اس اکیلے جادوگر کو ہی نہیں اس کے بھائی کو بھی اسکے ساتھ یم کا دوار دکھا دینا۔

مُول جھگڑوں کا مجھے آج مٹا دینا ہے

ساری دنیا کو مجھے آج دکھا دینا ہے

ایشور جو اُسے مانے وہ سمجھ دار نہیں
وہ گوالا ہے فقط وہ کوئی اوتار نہیں

منتری۔ اور اگر وہ کسی پرکار بھی نہ مر سکے تو اس پر شاہی قانون کے انوسار بد چلنی کا ملزم بنا دینا۔ وہ گوکل کی گوپیوں کے آچار و چار بگاڑنے والا ملزم ہے۔ اُسکو پوری پوری سزا دینا۔

پدم جی۔ اے مورکھو۔ کیوں گنگا نیر کی طرح نرمل اس شاکھشات پرم اوتار کو بد چلن بتا رہے ہو۔ پاپ کے وکار سے کالا تو تمہارے اپنے من کا درپن ہے۔ اور پرتی بنب (عکس) کو اندھا بنا رہے ہو۔ ؎

کچھ سبق لیتے نہیں ہو اسکی تم لیلاؤں سے
لے رہے ہو کام تم ہاتھوں کا اپنے پاؤں سے
سامنے سورج ہے اور تم کو نظر آتا نہیں
آنکھ رکھتے ہو مگر یہ اندھا پن جاتا نہیں

کنس۔ کیا تم بھی آستین میں سانپ پل رہے ہو۔ ہمارے سامنے یہ کیا زہر اگل رہے ہو؟

منتری۔ یہ بھی اسی جادو گر گوالے کا کوئی چیلا ہے۔

کنس۔ تو موت نے اس کو بھی تباہی کے گڑھے میں دھکیلا ہے یہ بھی کال چکر سے کھیلا ہے۔ اس لئے۔ ؎

اس کی زبان کاٹ لو بندھن بھی ڈال دو
یہ ناگ اس کی کاٹ لو آنکھیں نکال دو

منتری ۔ نہیں ۔ اس کو ذرا اپنے اُس نکٹ دھاری نٹ کے
کام دیکھنے دو ۔ وہ کس بے رحمی سے کچل دیا جائے گا.
اس کا عبرتناک انجام دیکھنے دو ۔ ــہ
تاکہ سمجھے نہ یہ انسان کو بھگوان کبھی
پھر نہ رسوا کرے جھوٹا یہ اسے گیان کبھی
(کرشن اور بلرام کا داخل ہونا)
کرشن ۔ شاید وہ یہی دھنش ہے جس کا پوجن ہو گا.
کنس ۔ (اپنے متروں سے) ۔ ہاہاہا ۔ دیکھئے یہی وہ بہروپیا ہے
کیا نٹ کی صورت بنائی ہے ۔ بالکل زنانہ ۔ جیسے کوئی
عورت مرد بن کر آئی ہے ۔ ــہ
ایسے ایسے کام وہ پر ماتما کرتا ہے کیا
عورتوں کا روپ کبھی پرماتما بھرتا ہے کیا
سب ۔ (ہنستے ہیں) ہاہاہا ۔ چھی چھی چھی ۔ اخا خا خا ۔
منتری ۔ یہ اسکے بھگتوں سے پوچھیئے ۔ ــہ
ہو گیا خبط کچھ زمانے کو
مانتا ہے جو اس زنانے کو
بلرام ۔ (کرشن سے) ۔ بھائی ۔ ذرا اس دھنش کو ہلا کر دیکھوں ۔
کرشن ۔ تم کیا تکلیف کرتے ہو ۔ اس کھلونے سے مجھے ہی کھیلنے
دو ۔ (ہاتھ لگا کر دیکھنا دھنش کو) ۔ معلوم ہوتا ہے کسی
نے کاغذ کا بنایا ہے ۔
بلرام ۔ اور لمبا تو اتنا ہے جیسے کسی نے دسہرے کے راون کو

زمین پر لٹایا ہے۔
کرشن۔ (دھنش پہ ہاتھ رکھ کر) سے

یہ تو بڑی ہے کانپتی ہلتی ہے جب زبان
چھوتے ہی ٹوٹ جائے گی یہ کاغذی کمان
(دھنش کو جھٹکے سے توڑ دینا)

کنس۔ ہیں یہ کیا ہوا کام خراب۔
منتری۔ اجی یہ ہے جادوگری کا حساب۔ پردھان جی تم نے دیکھا۔
پردھان۔ ہاں دیکھا۔
منتری۔ جب ہاتھ دھنش سے ملتے تھے تو اس کے لب ہلتے تھے۔
پردھان۔ کوئی منتر سِدھ کر رکھا ہے۔
کنس۔ ابھی جنتر منتر سب بھلا دوں گا۔ ذرا ٹھہرو تو دکھا دوں گا
کہاں ہے فیل بان
آواز۔ (اندر سے ہاتھی کی دھاڑ کے ساتھ) بچ جاؤ۔ بچ جاؤ۔
ہاتھی متوالا ہے۔ بگڑنے والا ہے۔
کنس۔ معمولی ہاتھی نہیں دس ہزار ہاتھیوں کا زور لیکر چلتا ہے
دیکھو تو کس صفائی سے کچلتا ہے۔

(مہاوت ہاتھی پر سوار آتا ہے)

کرشن۔ بھیا بلرام۔ یہ ایک اور جیتا جاگتا کھلونا ہے۔
بلرام۔ شاید اس کو بھی زندگی سے ہاتھ دھونا ہے۔
مہاوت۔ بچو۔ تم جینے سے بیزار ہو۔
بلرام۔ دھورت۔ کیا تم ہمارے جیون کے ٹھیکیدار ہو۔ سے

یہ بل رکھتا ہے ہاتھی تو ہم اسکے بل نکالیں گے
یہاں بھی شیر ہیں جو اس کا مستک پھاڑ ڈالیں گے
(دکھانے کے دو دانتوں کو کھینچ کر ہاتھی
کو چیر کر رکھ دینا)

کنس۔ شکست پر شکست۔ کیا دیکھتے ہو۔ پہلوانو۔ اُٹھو۔ آگے بڑھو
ذرا سا لڑکا اور اتنا بھڑکا۔ مٹا دو اس کا دھڑکا۔ ؎
بادل سا بن کے گرجو۔ بجلی گرا کے آؤ
بجلی سا بن کے چمکو خرمن جلا کے آؤ
(چانور اور مشٹک دو پہلوانوں کا
خم ٹھونک کر آگے آنا)

مشٹک۔ بھائی۔ ہمارے اَن داتا کو سندیہہ ہوتا ہے کہ تم اوتاری پرش
ہو۔ کوئی چمتکاری پرش ہو۔ تم نے اگا سر اور بکا سر کو پچھاڑا۔ دھنش
کو بگاڑا۔ ایراوت ہاتھی کے مستک کو پھاڑا۔ اس لئے ہم سے کشتی
کر کے اپنی اکھنڈ شکتی کا ثبوت دو۔

کرشن۔ کیا تم بھی موت کے طلبگار ہو۔

مشٹک۔ یہ تو اکھاڑہ ہے یضیبا جسکو جتائے وہی عزت کا حقدار ہے۔

کرشن۔ ؎
افسوس کہ سورج کے ہوتے جگنو بھی آج نکلتے ہیں
کیا دوش بچارے شعلے کا جب آپ پتنگے جلتے ہیں
(کشتی میں مشٹک کو پچھاڑ دینا اور بلرام کا
لات سے دبا کر جہنم میں پہنچا دینا)

چانور۔ (آگے بڑھ کر خود سے) اس سانولے کنھیا کی لیلاؤں سے تو پرتیت ہوتا ہے کہ یہ سادھارن انسان نہیں۔ اس کے سامنے مشٹک کی طرح میرے بھی بچ نکلنے کا کوئی امکان نہیں۔ کیا کروں۔ ان داتا کا کھایا ہوا نمک لڑاتا ہے۔ اس نمک کیلیئے تو کتا اپنے ہم نسل کتوں سے بھڑ جاتا ہے اور پھر میں تو ایک جیتی انسان سے لڑتا ہوں۔ بدی یہ بھگوان ہے۔ اور میں بھگوان سے لڑتا ہوں۔ ؎

اور پھر مرنا مبارک ہے مجھے نروان ملتا ہے
جسے کہتے ہیں ملنا اس طرح بھگوان ملتا ہے

(دوڑ کر کرشن سے بھینٹ جاتا ہے
کرشن مہاراج زور سے دبا کر پران
کھینچ لیتے ہیں۔ چونکہ بھگت ہے
اس لیئے اسکی روح آکاش مارگ میں
بمان پر سوار جاتی ہوئی دکھائی دیتی ہے)

منتری۔ (کنس سے) مہاراج یہ گوالا ہے یا آفت کا پرکالا ہے۔ بڑے سے بڑا پہلوان بھی اس کے منہ کا معمولی سا نوالا ہے۔

کنس۔ لے جاؤ۔ دھکا سر۔ لے جاؤ۔ ان کو شہر سے باہر لیجاؤ۔ یہ خونی ہیں اور خونی کی سزا کیا ہے۔ ان کا خون بہا کر دکھاؤ۔ لو یہ میری تلوار۔ اس سے ان دونوں بھائیوں کا خاتمہ کراؤ۔ ؎

دنیا کا یہ وبال ہیں دونوں کو مار دو
اس طرح وار کر دو کہ گردن اُتار دو

کرشن۔ ماما۔ اس سے پہلے ہم تم کو موقع دیتے ہیں کہ ان بھاسدوں سا

کو آخری نمسکار کرلو۔ لمحہ بھر کے لئے سرسری درشٹی سے اپنے اپنا چاروں کا وچار کرلو۔ سے

خطا کرتا نہیں نیکی کا خنجر تیز ہوتا ہے
لبالب ہو گیا ہے جام اب لبریز ہوتا ہے
حقیقت کچھ نہیں رکھتی ہے۔ یہ ہیں آپ کی دُنیا
کسی سے بھی وفا کرتی نہیں ہے پاپ کی دُنیا

(کنس کی چھاتی پر چڑھ کر
جان لے لینا)

سب۔ بولو سری کرشن چندر کی جے۔ مُرلی منوہر کی جے۔
کرشن۔ (کنس کی لاش سے مخاطب) بول۔ بتا۔ کہاں ہے اب وہ تیری خودی جو تجھے پرماتما سے لڑاتی تھی۔ کہاں ہے وہ تیری بھرشٹ بدھی جو تجھے الٹا گیان بتاتی تھی۔ کہاں ہے وہ تیری سرکشی جو تجھ سے دُراچرن کراتی تھی۔ خاک کے پُتلے تو نے اپنی اوقات کو نہ سمجھا۔ ایشور کی ترلیپ ذات کو نہ سمجھا وید شاستر اور گوروؤں کی ایک نہ مانی۔ پورن برہم پرماتما کی بنائی ہوئی سندر سرشٹی اور اس کی یہ ہانی۔

سے

مغرور کوچ دنیا سے کرتا ہے اس طرح
جو سر اُٹھا کے چلتا ہے مرتا ہے اس طرح
رسی ترے گھمنڈ کی اتنی دراز ہے
یہ چار دن کی زندگی اور تجھ کو ناز ہے

(اکرور جی کا قید خانہ سے اُگرسین بسدیو
اور دیو کی کو نکال کر لانا)

کرشن ۔ کون ہمارے نانا ۔
اُگرسین ۔ پوروجوں (بزرگوں) کا اُودھار کرنے والے یدوکل
دیپک آؤ ۔ تم کو کلیجہ سے لگاؤں ۔
کرشن ۔ (بسدیو دیوکی سے) ۔ ماتا ۔ پتا ۔ میں اسی دن کے لئے
تم سے جُدا ہو کر نند بابا کے ہاں چل رہا تھا ۔ میرے انتقام کا
چکر جنم سے ہی بڑی گپت ریتی سے چل رہا تھا ۔ تم نے
بہت دکھ پایا ۔ نہ جانے کتنے برسوں کے بعد آج سُکھ
کا سانس آیا ۔ پرنتو ۔ ؎

جو دکھ کی سل سے پس جائیں بنش وہ نام پاتے ہیں
بہت جو دیکھتے ہیں دُکھ بہت آرام پاتے ہیں
بڑی سرگرمیوں سے پاپ کبھی لیلا کو رچتا ہے
بڑی سردردیوں سے ہی بنش کا دھرم بچتا ہے

(بسدیو ۔ اگرسین اور دیوکی
کا سنگھاسن پر بیٹھنا)

ناچ

ٹبلے پر

ڈراپ

(اشوک پریس دہلی)

کشن چند صاحب زیبا

کے
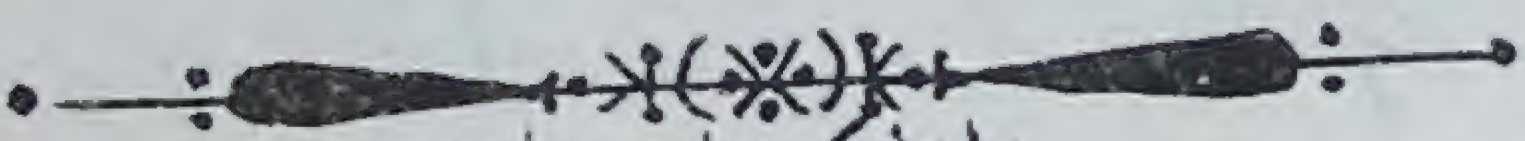
دیگر ڈرامے

زخمی پنجاب :۔ یہ وہ ڈراما ہے جس کے سبب سے زیبا صاحب کو شہرت ملی۔ یہ ڈرامہ تھوڑی مدت میں پندرہ ہزار چھپ کر ضبط ہوگیا۔ انگریز سرکار نے اس ڈرامہ کی شہرت کی وجہ سے ضبط کیا تھا۔ جلیانوالہ باغ کے خونچکاں واقعات۔ ڈرامہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ قیمت دو روپے۔

بیوی اور بیسوا :۔ محبّت اور ہوس کے فرق کو نہایت خوبی سے بیان کیا گیا ہے۔ قیمت سوا روپیہ۔

گریجویٹ مزدور :۔ محنت اور سرمایہ کے تصادم کا رونگٹے کھڑے کر دینے والا قصہ۔ قیمت عہ

کایا پلٹ :۔ ایک سنسنی خیز اور معرکۃ الآرا ڈرامہ۔ ایک نوجوان برہمن اچھوت لڑکی سے شادی کر لیتا ہے حقیقت آشکارا ہونے پر باپ اور بیوی کے خوف سے بیٹے کو مجبور کرتا ہے کہ وہ اپنی اچھوت بیوی کو گھر سے نکال دے لیکن محبت

قبیح رسوم پر زبردست فتح حاصل کرتی اور کایا پلٹ دیتی ہے۔ ہر لفظ میں تڑپ اور ہر فقرے میں درد بھرا ہوا ہے۔ قیمت ۸/
لنگوٹی والا:۔ (یعنی گوتم بدھ) جس میں دکھایا گیا ہے کہ اہنسا کے اوتار (لنگوٹی والا) نے اس سے پہلے جنم میں کس طرح جنگ و جدل کا خاتمہ کر دیا۔ قیمت ۸/
دیوسنگرام:۔ یعنی مہاتما اور بھگت۔ مہاتما پرش کس طرح دھرم کے مقابلے میں دنیا کی ساری جاہ و حشمت وغیرہ امیری اور عیش و عشرت پر لات مارتے ہیں سپوت کس طرح ملک اور قوم پر قربان ہوتے ہیں۔ ماتائیں ویر پتروں اور پتیوں کو ملک کے ارپن کرکے کس طرح اپنی قسمت پر ناز کرتی ہیں۔ آخر میں گیتا کا منوہر اپدیش اور دھرم کی جے کا نظارہ ہے۔ قیمت اردو ۸/
دان ویر کرن:۔ مشہور ڈرامہ جو کہ اتنا مقبول ہوا ہے کہ شاید ہی کسی کمپنی یا پرائیویٹ کلب نے نہ کھیلا ہو۔ قیمت ۸/
نویں بھارت:۔ یعنی کبیر بھگت کی سوانح عمری ڈرامہ کی صورت میں اور ان کے خیالات و اپدیشوں کا مجموعہ۔ قیمت ۸/
شکنتلا:۔ مہاکوی کالی داس کے چوٹی کے سنسکرت ناٹک "شکنتلا" کے آدھار پر اردو میں۔ بلحاظ شیرینی لطافت۔ رنگت۔ ملاحت و جدت اپنی قسم کا انوکھا ناٹک۔ قیمت ایک روپیہ چار آنہ۔
کرشن سداماں:۔ بھگوان شری کرشن جی مہاراج اور سداماں بھگت کی دوستی کا رقت انگیز نظارہ۔ مہاراج ادھیراج کا ایک کنگال کے ساتھ اگادھ پریم۔ پرانی دوستی کے انگ کا پالن۔ (زیر طبع)

پتہ:۔ لاجپت رائے اینڈ سنز تاجران کتب۔ اردو بازار دہلی